بسم اللہ الرحمن الرحیم

REGD No. L. 5254

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

روزنامہ

لاہور - پاکستان

الفضل

یوم سہ شنبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲	۶ نبوت ۱۳۲۷ ھش	۳ محرم ۱۳۶۸ھ	۶ نومبر ۱۹۴۸ء	نمبر ۲۵۱

اخبار احمدیہ

لاہور ۵ ماہ نبوت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ
حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور علیل ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرماویں۔

پاکستان مصر سے ہر ممکن تعاون کیلئے تیار ہے

وزیر اعظم پاکستان کی تقریر

قاہرہ - ۵ - نومبر - وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خان نے کل قاہرہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے ممالک مشرق اور مغرب کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے ہیں اگر وہ اتحاد اور موافقت سے کام کریں۔ تو اسلامی ممالک کی بہبود کے لئے بہت اہم پارٹ ادا کر سکتے ہیں۔ زعماء مصر سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ میں نے ان ملاقاتوں سے اندازہ لگایا ہے کہ مصر میں ترقی کا بہت جذبہ پایا جاتا ہے اور وہ اس جذبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے میدان عمل میں کود پڑا ہے اور ترقی کی سکیموں پر عمل پیرا ہے۔

آخر میں آپ نے مصری عوام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان مصر کے ساتھ از حد ہمدردی رکھتا ہے اور اس سے ہر ممکن تعاون کیلئے تیار ہے۔

وزیر اعظم پاکستان نے قیام قاہرہ کے دوران شاہ فاروق۔ وزیر اعظم مصر نقراشی پاشا۔ اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبدالرحمن عزام پاشا سے ملاقاتیں کیں۔ جو نہایت خوشگوار فضا میں اختتام پذیر ہوئیں۔ کل رات آپ کے اعزاز میں ایک دعوت دی گئی۔ جس میں ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ آج صبح مسٹر لیاقت علیخان بذریعہ طیارہ قاہرہ سے کراچی روانہ ہو گئے اور پنڈت نہرو بمبئی کو چل پڑے۔

پاکستان اور آسٹریلیا کے تجارتی تعلقات

کراچی ۵۔ نومبر پاکستان میں آسٹریلیا کے ٹریڈ کمشنر نے کل ایک تقریر میں پاکستان اور آسٹریلیا کے مابین تجارتی اور تمدنی تعلقات بڑھانے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان تجارتی تعلقات دونوں ممالک کے لئے بہت سود مند ہوں گے۔ پاکستان آسٹریلیا کو سیمنٹ۔ چائے۔ تمباکو اور جراحی کا سامان دے سکتا ہے اور اس کے بدلہ میں آسٹریلیا سے مشینیں۔ مشینوں کے پرزے۔ بجلی کا سامان۔ گیہوں۔ مکھن اور دودھ کے ڈبے دے گا۔

ہندوستان کی مجلس دستور ساز کا اجلاس

نئی دہلی ۵ نومبر آج ہندوستان کی مجلس دستور ساز کے اجلاس میں جبکہ ہندوستان کے دستور پر بحث ہو رہی تھی ایک سوشلسٹ ممبر نے ترمیم پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلس دستور کو ہندوستان کے دستور کو وضع کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اُسے پندرہ فیصدی سے زیادہ نمائندگی حاصل نہیں ہے۔

امریکہ کا روس کو انتباہ

نیو یارک ۵۔ نومبر۔ حکومت امریکہ نے روس اور مشرقی یورپ کے ممالک کو متنبہ کیا ہے کہ وہ جب تک مختلف ممالک میں جارحانہ کاروائی سے اجتناب نہ کریں گے۔ اس وقت تک امریکہ سے وہ کوئی چیز حاصل نہیں کر سکیں گے

پیر صاحب مانکی شریف کی اپیل

پشاور ۵۔ نومبر پیر صاحب مانکی شریف نے کل ایک تقریر میں پٹھانوں سے اپیل کی کہ وہ ایک سلک میں منسلک ہو کر پاکستان کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں اور نظم و ضبط اور احساس ذمہ داری کو مشعل راہ بناتے ہوئے قوم و ملک کی خدمت کریں مسلم لیگ کے راہنما ایسے ہی صورت میں کامیاب طور پر چلا سکتے ہیں جبکہ ان کا گفتار و عمل یکساں ہو۔

وزیر اعظم پاکستان کی مراجعت

کراچی - وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علیخاں آج نصف شب کے قریب بذریعہ طیارہ کراچی پہنچ جائیںگے آپ کی آمد کا آنکھوں دیکھا حال کل صبح ۸½ بجے نشرگاہ پاکستان سے نشر کیا جائے گا آپ دوپہر کو ایک تقریر بھی کریںگے۔

پنڈت نہرو بھی آج قاہرہ سے بمبئی روانہ ہو گئے ہیں۔

جنگ بند کرنے کی قرارداد

پیرس ۵۔ نومبر سلامتی کونسل نے کل رات ایک قرارداد منظور کی ہے۔ جس میں عربوں اور یہودیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نجف میں لڑائی بند کر کے اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جائیں۔

صدر ٹرومین کا شاندار استقبال

نیو یارک ۵۔ نومبر۔ صدر ٹرومین آج وائٹ ہال میں جائیں گے سرکاری طور پر ان کا استقبال کرنے کے لئے شاندار تیاریاں کی جا رہی ہیں۔

امریکہ میں ایٹمی تحقیقات زوروں پر

نیویارک ۵۔ نومبر۔ امریکہ کے ایٹمی طاقت کے صدر نے آج ایک بیان میں کہا کہ ایٹمی قوت کی ترقی و تحقیقات کے لئے امریکہ ہر ممکن جد و جہد کر رہا ہے۔ اور نہ صرف اس سے جنگی اُمور میں مدد حاصل کرنے کی تحقیقات کی جا رہی ہے بلکہ زراعت و صنعت کو ترقی دینے کے تجربات بھی کئے جا رہے ہیں۔

تشکیل وزارت کیلئے تگ و دو

لاہور ۵۔ نومبر حکومت مغربی پنجاب کے وزیر اعظم خان ممدوٹ کل کراچی روانہ ہو جائیں گے۔ تاکہ مغربی پنجاب کی وزارت کی تشکیل کے متعلق مشورہ کر سکیں۔ آپ نے آج گورنر پنجاب سے ملاقات کی۔ اور اس سے قبل میاں ممتاز دولتانہ اور فیروز خان نون سے ملاقات کی

نئی دہلی ۵ نومبر معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے ہوائی بیڑے کیلئے جٹ سے چلنے والے تین ہوائی جہاز ہندوستان پہنچ گئے ہیں

سردار پٹیل کی تقریر

ناگپور ۵۔ نومبر کل ناگپور کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا کہ جس طرح ہم نے حیدرآباد کے جھگڑے کو نپٹایا ہے ہمارا ارادہ ہے کہ اسی طرح کشمیر کے جھگڑے کو چکا دیں۔ آپ نے مشرقی بنگال سے آنیوالے ہندوؤں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو انہیں ہمدردانہ طور پر بسانا چاہیئے۔ دگرنہ ہم پاکستان سے مطالبہ کریں گے کہ وہ ان کے لئے مشرقی بنگال کا ایک حصہ الگ کر دے۔

عربی رسم الخط کا اجراء

کراچی ۵ نومبر پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر فضل الرحمن نے آج ایک تقریر میں اسلامی ممالک کے الحاق پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر تمام اسلامی ممالک میں عربی رسم الخط رائج ہو جائے تو ان کے باہمی تعلقات بہت گہرے ہو سکتے ہیں۔

کشمیر کمیشن کے ایک ممبر کی تصریحات

پیرس ۵۔ نومبر۔ اتحادی اقوام کے کشمیر کمیشن کے ایک ممبر نے آج بیان کیا۔ کہ اگر کشمیر کا جھگڑا دوستی کے جذبے سے سلجھانے کی کوشش کی جائے۔ تو بڑی آسانی سے سلجھ سکتا ہے آپ نے کہا کمیشن اپنا کام شروع کرنے کے لئے بہت جلد واپس پاکستان و ہندوستان روانہ ہو جائے گا۔ آپ نے بتایا۔ کہ کمیشن نے اپنی رپورٹ مرتب کر لی ہے۔ اور بہت جلد سلامتی کونسل کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔

خواجہ ناظم الدین سرحد کے دورے پر

کراچی ۵۔ نومبر پاکستان کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین بہت جلد صوبہ سرحد اور قبائلی علاقہ کے دورے پر روانہ ہو جائیں گے۔ جب سے آپ اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا پہلا دورہ ہے۔

علی گڑھ ۵۔ نومبر معلوم ہوا ہے کہ مسٹر محمد اسماعیل نے علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے سے استعفیٰ دیدیا ہے

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔ اے۔ ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو النّاصر

احمدیت کا پیغام

(٭)

مؤرخہ ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے سالانہ جلسہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خاص مضمون مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے پڑھ کر سنایا وہ شائع کیا جاتا ہے یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں بھی صیغہ نشر و اشاعت سے مل سکتا ہے احباب زیادہ سے زیادہ منگوا کر مسلمانوں میں تقسیم کریں۔

احمدیت کیا ہے اور کس غرض سے اس کو قائم کیا گیا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو بہت سے واقفوں اور ناواقفوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے واقفوں کا مطالعہ زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ اور ناواقفوں کے سوالات بہت سطحی ہوتے ہیں۔ بوجہ عدم علم کے بہت سی باتیں وہ اپنے خیال سے ایجاد کر لیتے ہیں اور بہت سی باتوں پر لوگوں سے سن سنا کر یقین کر لیتے ہیں۔ میں پہلے انہی لوگوں کی واقفیت کے لئے کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں جو عدم علم اور ناواقفیت کی وجہ سے احمدیت کے متعلق مختلف قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔

احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں

ان ناواقفوں میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی لوگ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل نہیں۔ اور احمدیت ایک نیا مذہب ہے۔ یہ لوگ یا تو بعض دوسرے لوگوں کے بہکانے سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا ان کے دماغ یہ خیال کر کے کہ احمدیت ایک نیا مذہب ہے اور ہر مذہب کے لئے کسی کلمہ کی ضرورت ہے سمجھ لیتے ہیں کہ احمدیوں کا بھی کوئی نیا کلمہ ہے۔ لیکن یہ حقیقت یہ ہے کہ نہ احمدیت کوئی نیا مذہب ہے اور نہ مذہب کے لئے کسی کلمہ کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر میں یہ کہتا ہوں کہ کلمہ اسلام کے سوا کسی مذہب کی علامت نہیں۔ جس طرح اسلام دوسرے مذاہب سے اپنی کتاب کے لحاظ سے ممتاز ہے، اپنے نبی کے لحاظ سے ممتاز ہے، اپنی عالمگیری کے لحاظ سے ممتاز ہے اسی طرح اسلام دوسرے مذاہب سے کلمہ کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے۔ دوسرے مذاہب کے پاس کتابیں ہیں مگر کلام اللہ سوائے مسلمانوں کے کسی کو نہیں ملا۔ کتاب کے معنے صرف مضمون کے ہیں، فرائض کے ہیں، احکام کے ہیں، لیکن کتاب کے مفہوم میں ہرگز یہ بات شامل نہیں کہ اس کے اندر بیان شدہ مضمون کا ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ مگر اسلامی کتاب کا نام کلام اللہ رکھا گیا ہے یعنی اس کا ایک ایک لفظ بھی خدا تعالیٰ کا بیان کردہ ہے جس طرح اس کا مضمون خدا تعالیٰ کا بیان کردہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا مضمون وہی تھا جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ تعلیم جو دنیا کے سامنے وہ پیش کرتے تھے وہی تھی جو خدا تعالیٰ نے ان کو دی تھی لیکن ان لفظوں میں نہ تھی جو خدا تعالیٰ نے استعمال فرمائے تھے۔ تورات، انجیل اور قرآن کو پڑھنے والا اگر اس مضمون کی طرف اس کی توجہ کو پھیر دیا جائے تو دس منٹ کے مطالعہ کے بعد ہی یہ فیصلہ کرے گا کہ تورات اور انجیل کے مضامین خواہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں ان کے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور اسی طرح وہ یہ فیصلہ کرے گا کہ قرآن کریم کے مضامین بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس کے الفاظ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ یا یوں کہو کہ ایک ایسا شخص جو قرآن کریم، تورات اور انجیل پر ایمان نہیں رکھتا، ان تینوں کتابوں کا چند منٹ مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگا کہ تورات اور انجیل کو پیش کرنے والے کو اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ دونوں کتب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن اس بات کے ہرگز مدعی نہیں کہ ان دونوں کتابوں کا ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ کا بولا ہوا ہے۔ مگر قرآن کریم کے متعلق وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اس کا پیش کرنے والا نہ صرف اس بات کا دعویدار ہے کہ قرآن کریم کا مضمون خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ اس بات کا بھی دعویدار ہے کہ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اپنا نام علاوہ کتاب اللہ کے کلام اللہ بھی رکھا ہے۔ لیکن تورات اور انجیل نے اپنا نام کلام اللہ نہیں رکھا، نہ قرآن کریم نے ان کو کلام اللہ کہا ہے۔ پس مسلمان ممتاز ہے دوسرے مذاہب سے اس بات میں کہ دوسرے مذاہب کی مذہبی کتابیں کتاب اللہ تو ہیں لیکن کلام اللہ نہیں۔ لیکن مسلمانوں کی کتاب نہ صرف یہ کہ کتاب اللہ ہے بلکہ کلام اللہ بھی ہے۔

اسی طرح سب ہی مذاہب کی ابتداء انبیاء کی ذات سے ہوئی ہے لیکن کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جس نے ایسے نبی کو پیش کیا ہو جو تمام امور دینیہ کی حکمتوں کو بیان کرنے کا مدعی ہو اور جسے بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ کے طور پر پیش کیا گیا ہو۔ عیسائیت جو سب سے قریب کا مذہب ہے وہ تو مسیح کو ابن اللہ قرار دے کر اس قابل ہی نہیں چھوڑتی کہ اس کے نقش قدم پر کوئی انسان چلے کیونکہ انسان خدا جیسا نہیں ہو سکتا۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بطور اسوۂ حسنہ کے پیش نہیں کرتی۔ نہ تورات اور انجیل حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو مذہبی حکمتوں کے بیان کرنے کا ذمہ وار قرار دیتی ہیں لیکن قرآن کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (بقرہ ع ۱۵) یہ نبی نہیں احکام الٰہیہ اور ان کی حکمتیں بتاتا ہے۔ پس اسلام ممتاز ہے اس بات میں کہ اس کا نبی دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ بھی ہے۔ اور جبر سے اپنے احکام نہیں منواتا بلکہ جب کوئی حکم دیتا ہے تو اپنے اتباع کے ایمانوں کو مضبوط کرنے اور ان کے جوش کو زیادہ کرنے کے لئے یہ بھی بتاتا ہے کہ اس نے جو احکام دئیے ہیں ان کے اندر کیا حکمتیں ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے کیا کیا فوائد مخفی ہیں۔ اسی طرح اسلام ممتاز ہے دوسرے مذاہب سے اپنی تعلیم کے لحاظ سے۔ اسلام کی تعلیم چھوٹے اور بڑے، غریب اور امیر، عورت اور مرد، مشرقی اور مغربی، کمزور اور طاقتور، حاکم اور رعایا، آقا اور مزدور، خاوند اور بیوی، ماں باپ اور اولاد، بائع اور مشتری، ہمسائے اور مسافر کے لئے راحت، امن اور ترقی کا پیغام ہے۔ وہ بنی نوع انسان میں سے کسی گروہ کو اپنے خطاب سے محروم نہیں کرتی۔ وہ اگلی اور پچھلی تمام اقوام کے لئے ایک ہدایت نامہ ہے۔ جس طرح عالم الغیب خدا کی نظر پتھروں کے نیچے پڑے ہوئے ذروں پر بھی پڑتی ہے اور آسمان میں چمکنے والے ستاروں پر بھی، اسی طرح مسلمانوں کی مذہبی تعلیم غریب سے غریب اور کمزور سے کمزور انسانوں کی ضرورتوں کو بھی پورا کرتی ہے اور امیر سے امیر اور قوی سے قوی انسانوں کی احتیاجوں کو بھی دور کرتی ہے۔ غرض اسلام صرف گذشتہ مذاہب کی ایک نقل نہیں بلکہ وہ مذہب کی زنجیر کی آخری کڑی اور نظام روحانی کا سورج ہے۔ اور اس کی کسی بات سے دوسرے مذاہب کا قیاس کرنا درست نہیں۔ مذہب کے نام میں بے شک سب شریک ہیں اسی طرح جس طرح کوئلہ اور ہیرا کاربن کے نام میں شریک ہیں، لیکن ہیرا ہیرا ہی ہے اور کوئلہ کوئلہ ہی ہے۔ جس طرح پتھر کا نام کنکر پتھر اور سنگ مرمر دونوں پر بولا جا سکتا ہے لیکن کنکر ملا پتھر کنکر ملا پتھر ہی ہے اور سنگ مرمر سنگ مرمر ہی ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ چونکہ اسلام میں کلمہ پایا جاتا ہے اس لئے باقی مذاہب کا بھی کلمہ ہوتا ہوگا یہ محض ناواقفیت ہے اور قرآن کریم پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ بعض لوگوں نے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ کے کلمات بھی پیش کر دئیے ہیں اور کہا ہے کہ یہ پہلے مذاہب کے کلمے ہیں۔ حالانکہ تورات اور انجیل اور عیسائی لٹریچر میں ان کلموں کا کہیں نام و نشان بھی نہیں مسلمانوں میں آج ہزاروں خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں لیکن کیا وہ اپنا کلمہ بھول گئے ہیں؟ پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ عیسائی اور یہودی اپنا کلمہ بھول گئے ہیں۔ اگر وہ اپنا کلمہ بھول گئے ہیں اور ان کی کتابوں سے بھی کلمے غائب ہو گئے ہیں تو مسلمانوں کو کلمے کس نے بتائے ہیں حق یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کا کلمہ نہیں ہے! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سارے نبیوں میں سے صرف آپ کو کلمہ ملا ہے اور کسی نبی کو کلمہ نہیں ملا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ میں اقرار رسالت کو اقرار توحید کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اقرار توحید ایک دائمی صداقت ہے وہ کبھی مٹ نہیں سکتی۔ چونکہ پہلے نبیوں کی نبوت کے زمانے کسی نہ کسی وقت ختم ہو جانا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے ان میں سے کسی نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر نہیں بیان کیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت نے چونکہ قیامت تک چلتے چلے جانا تھا اور آپ کا زمانہ کبھی ختم نہیں ہونا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی آپ کی رسالت اور آپ کے نام کو کلمۂ توحید کے ساتھ ملا کر بیان کیا تا دنیا کو یہ بتا دے کہ جس طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کبھی نہیں مٹے گا اسی طرح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی کبھی نہیں مٹے گا۔ تعجب ہے کہ یہودی نہیں کہتا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کوئی کلمہ تھا۔ عیسائی نہیں کہتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی کلمہ تھا، صابی نہیں کہتا کہ ابراہیم علیہ السلام کا کوئی کلمہ تھا لیکن مسلمان جس کے نبی کی کلمہ خصوصیت تھا، جس کے نبی کو اللہ تعالیٰ نے کلمہ سے ممتاز کیا تھا، جس کو کلمہ کے ذریعہ سے دوسری قوموں پر فضیلت دی گئی تھی وہ بڑی فراخ دلی سے اپنے نبی کی اس فضیلت کو دوسرے نبیوں میں بانٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور جبکہ ان نبیوں کی اپنی امتیں کسی کلمہ کی دعویدار نہیں یہ ان کی طرف سے کلمے بنا کر آپ پیش کر دیتا ہے کہ یہودیوں کا یہ کلمہ تھا اور ابراہیم کا یہ تھا اور عیسائیوں کا یہ کلمہ تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہر مذہب کے لئے کلمہ کا ہونا ضروری نہیں۔ اگر ضروری ہوتا تب بھی احمدیت کا کوئی نیا کلمہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں۔ احمدیت صرف اسلام کا نام ہے۔ احمدیت اسی کلمہ پر ایمان رکھتی ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا یعنی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

احمدیوں کے نزدیک اس مادی جہان کا پیدا

کرنے والا ایک خدا ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے جس کی قوتوں اور طاقتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ جو رب ہے، رحمٰن ہے رحیم ہے، مالک یوم الدین ہے۔ اس کے اندر وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اور وہ ان تمام باتوں سے منزّہ ہے جن باتوں سے قرآن کریم نے اسے منزّہ قرار دیا ہے۔ اور احمدیوں کے نزدیک محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب قرشی مکی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول تھے اور سب سے آخری شریعت آپؐ پر نازل ہوئی۔ آپؐ عجمی اور عربی، گورے اور کالے، تمام اقوام اور تمام نسلوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپؐ کا زمانۂ نبوت ادّعائے نبوت سے لے کر اس وقت تک ممتد ہے جب تک کہ دنیا کے پردہ پر کوئی متنفس زندہ ہے۔ آپؐ کی تعلیم ہر انسان کے لئے واجب العمل ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں جس پر حجت تمام ہو گئی ہو اور وہ آپؐ پر ایمان نہ لایا ہو اور وہ خدائی عذاب کا مستحق نہ ہو۔ ہر ایک شخص جس تک آپؐ کا نام پہنچا اور جس کے سامنے آپؐ کی صداقت کے دلائل بیان کئے گئے وہ مکلّف ہے آپؐ پر ایمان لانے کے لئے اور بغیر آپؐ پر ایمان لائے وہ نجات کا حقدار نہیں۔ اور سچی پاکیزگی محض آپؐ کے نقشِ قدم پر چل کر حاصل ہو سکتی ہے۔

احمدیوں کے متعلق بعض شکوک کا ازالہ

ختم نبوت کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ

مذکورہ بالا ناواقف گروہ میں سے بعض لوگ یہ خیال بھی کرتے ہیں کہ احمدی ختم نبوت کے قائل نہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین نہیں مانتے یہ بھی محض دھوکے اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ جب احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کلمہ شہادت پر یقین رکھتے ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہوں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین نہ مانیں۔ قرآن کریم میں صاف طور پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب ع۵) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی جوان مرد کے باپ نہ ہیں نہ آئندہ ہوں گے لیکن آپؐ اللہ تعالےٰ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں۔ قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا آدمی اس آیت کا انکار کس طرح کر سکتا ہے۔ پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیّین نہیں تھے۔ جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنے جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کے

چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور احمدی جماعت خاتم النبیین کے وہ معنے کرتی ہے جو عربی لغت میں عام طور پر متداول ہیں اور جن معنوں کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ اور بعض دوسرے صحابہؓ تائید کرتے ہیں اور جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپؐ کی منزلت بہت بڑھ جاتی ہے اور تمام بنی نوع انسان پر آپؐ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ پس احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ ختم نبوت کے ان معنوں کے منکر ہیں جو عام مسلمانوں میں موجودہ زمانہ میں غلطی سے رائج ہو گئے ہیں ورنہ ختم نبوت کا تو انکار کفر ہے اور احمدی خدا تعالےٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور اسلام پر چلنا ہی نجات کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔

انہی ناواقف لوگوں میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی قرآن شریف پر پورا ایمان نہیں رکھتے بلکہ صرف چند سیپاروں کو مانتے ہیں۔ چنانچہ مجھے حال ہی میں کوئٹہ میں درجنوں آدمیوں نے ملکر بتایا کہ ہمیں علماء نے بتایا ہے کہ احمدی سارے قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ بھی ایک اتہام ہے جو احمدیت کے دشمنوں نے احمدیت پر لگایا ہے احمدیت قرآن کریم کو ایک نہ تبدیل ہونے والی اور نہ منسوخ ہونے والی کتاب قرار دیتی ہے۔ احمدیت بِسْمِ اللّٰہِ کی ب سے لے کر وَالنَّاس کے س تک ہر ایک حرف اور ہر ایک لفظ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے سمجھتی اور قابلِ عمل تسلیم کرتی ہے۔

احمدیوں کا فرشتوں کے متعلق عقیدہ

انہی ناواقف لوگوں میں سے بعض لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ احمدی فرشتوں اور شیطان کے قائل نہیں۔ یہ الزام بھی محض اتہام ہے۔ فرشتوں کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے اور شیطان کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ جن چیزوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے قرآن کریم پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے ان چیزوں کا انکار احمدیت کر ہی کس طرح سکتی ہے۔ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے فرشتوں پر پورا ایمان رکھتے ہیں بلکہ احمدیت سے جو برکات ہمیں حاصل ہوئی ہیں ان کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ہم فرشتوں پر ایمان لاتے ہیں بلکہ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ فرشتوں کے ساتھ قرآن کریم کی مدد سے تعلق بھی پیدا کیا جا سکتا ہے اور ان سے علوم روحانیہ بھی سیکھے جا سکتے ہیں۔

خود راقم الحروف نے کئی علوم فرشتوں سے سیکھے۔ مجھے ایک دفعہ ایک فرشتہ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر پڑھائی اور اس وقت سے کر اس وقت تک سورۂ فاتحہ کے اس قدر مطالب مجھ پر کھلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ کسی مذہب و ملت کا آدمی روحانی علوم میں سے کسی مضمون کے متعلق بھی جو کچھ اپنی ساری کتاب میں سے نکال سکتا ہے اس سے بڑھ کر مضامین خدا تعالےٰ کے فضل سے میں صرف سورۂ فاتحہ سے نکال سکتا ہوں۔ مدتوں سے میں دنیا کو یہ چیلنج دے رہا ہوں مگر آجتک کسی نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ ہستیٔ باریتعالےٰ کا ثبوت، توحید الٰہی کا ثبوت، رسالت اور اس کی ضرورت، دعا، تقدیر، حشر ونشر، جنت و دوزخ، ان تمام مضامین پر سورۂ فاتحہ سے ایسی روشنی پڑتی ہے کہ دوسری کتب کے سینکڑوں صفحات بھی اتنی روشنی انسان کو نہیں پہنچا سکتے۔ پس فرشتوں کے انکار کا تو کوئی سوال ہی نہیں احمدی تو فرشتوں سے فائدہ اٹھانے کا بھی مدعی ہے۔ باقی رہا شیطان، سو شیطان تو ایک گندی چیز ہے اس پر ایمان لانے کا سوال ہی کوئی نہیں۔ ہاں اس کے وجود کا علم ہمیں قرآن کریم سے حاصل ہوتا ہے اور ہم اس کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے ہمارے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ ہم شیطان کی طاقت کو توڑیں اور اس کی حکومت کو مٹائیں شیطان کو بھی میں نے خواب میں دیکھا ہے اور ایک دفعہ تو میں نے اس سے کشتی بھی کی ہے اور خدا تعالیٰ کی مدد سے اور کلمات تعوّذ کی برکت سے اس کو شکست بھی دی ہے اور ایک دفعہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا کہ جس کام کے لئے تم مقرر کئے جاؤ گے اس کے رستہ میں شیطان اور اس کی اولاد بہت سی روکیں ڈالے گی تم اس کی روکوں کی پروا نہ کرنا اور یہ فقرہ کہتے ہوئے بڑھتے چلے جانا کہ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" تب میں اس جہت کو چلا جس جہت کی طرف جانے کا خدا تعالےٰ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا اور میں نے دیکھا کہ شیطان اور اس کی اولاد مختلف طریق سے مجھے دھمکانے اور ڈرانے کی کوشش کرنے لگی۔ بعض جگہ صرف سر ہی سر سامنے آجاتے تھے اور مجھے ڈرانے کی کوشش کرتے تھے۔ بعض جگہ خالی دھڑ آجاتے تھے۔ بعض جگہ شیطان شیروں اور چیتوں کی شکل بدل کر یا ہاتھیوں کی شکل بدل کر آتا تھا مگر الٰہی حکم کے ماتحت میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور یہی کہتے ہوئے بڑھتا چلا گیا کہ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ، خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" جب کبھی میں یہ فقرہ پڑھتا تھا شیطان اور اس کی اولاد بھاگ جاتی تھی اور میدان صاف ہو جاتا تھا مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر ایک نئی شکل اور نئی صورت میں میرے سامنے آتا تھا مگر پھر اس دفعہ بھی ہر دفعہ اس کے مٹانے میں کامیاب

ہو جاتا تھا۔ حتّٰی کہ منزل مقصود آگئی اور شیطان کلّی طور پر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسی رویاء کی بناء پر میں اپنی تمام اہم تحریروں پر سرنامہ سے اوپر "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کا فقرہ لکھا کرتا ہوں۔ پس ہم ملائکہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور شیطان کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ احمدی لوگ معجزات کے منکر ہیں یہ بھی واقعات کے خلاف ہے۔ محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو الگ رہے ہم تو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع کو بھی اللہ تعالےٰ معجزات عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے بھرا ہوا ہے اور ان کا انکار صرف ایک ازلی اور ابدی اندھا ہی کر سکتا ہے۔

نجات کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ

بعض لوگ احمدیت کے متعلق اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ احمدیہ عقیدہ کی رو سے احمدیوں کے سوا باقی تمام لوگ جہنمی ہیں۔ یہ بھی محض ناواقفیت یا دشمنی کا نتیجہ ہے۔ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ احمدیوں کے سوا باقی تمام لوگ جہنمی ہیں۔ ہمارے نزدیک ہو سکتا ہے کہ کوئی احمدی ہو لیکن وہ جہنمی ہو جائے جس طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی احمدی نہ ہو اور وہ جنت میں چلا جائے۔ کیونکہ جنت صرف منہ کے اقرار کا نتیجہ نہیں۔ جنت بہت سی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ اسی طرح دوزخ صرف منہ کے انکار کا نتیجہ نہیں بلکہ دوزخ کا شکار بننے کے لئے بہت سی شرطیں ہیں۔ کوئی انسان دوزخ میں نہیں جا سکتا جب تک اس پر حجت تمام نہ ہو خواہ وہ بڑی سے بڑی صداقت ہی کا منکر کیوں نہ ہو۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بچپن میں مر جانے والے یا بلند پہاڑوں میں رہنے والے یا جنگلوں میں رہنے والے یا اتنے بڈھے جن کی سمجھ ماری گئی ہو یا پاگل جو عقل سے کورے ہوں ان سے مواخذہ نہیں ہو گا بلکہ خدا تعالےٰ قیامت کے دن ان لوگوں کی طرف دوبارہ نبی مبعوث فرمائے گا اور ان کو سچ اور جھوٹ کے پہچاننے کا موقعہ دیا جائے گا۔ تب جس پر حجت تمام ہو گی وہ دوزخ میں جائے گا اور جو ہدایت قبول کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ پس یہ غلط ہے کہ احمدیوں کے نزدیک ہر وہ شخص جو احمدیت میں داخل نہیں ہوتا دوزخی ہے۔ نجات کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر وہ شخص جو صداقت کے سمجھنے سے گریز کرتا ہے اور یہ کوشش کرتا ہے کہ صداقت اس کے کان میں نہ پڑے تا کہ اسے ماننی نہ پڑے یا جس پر حجت تمام ہو جائے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے خدا تعالےٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ لیکن ایسے شخص کو بھی اگر خدا تعالےٰ چاہے تو معاف

کر سکتا ہے۔ اس کی رحمت کی تقسیم ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ ایک غلام اپنے آقا کو سخاوت سے باز نہیں رکھ سکتا۔ خدا تعالیٰ ہمارا آقا ہے اور ہمارا بادشاہ ہے اور ہمارا خالق ہے اور ہمارا مالک ہے اگر اس کی حکمت اور اس کا علم اور اس کی رحمت کسی ایسے شخص کو بھی بخشنا چاہے جس کی عام حالات کے مطابق بخشش ناممکن نظر آتی ہو تو ہم کون ہیں جو اس کے ہاتھ کو روکیں اور ہم کون ہیں جو اس کو بخشش سے باز رکھیں۔

نجات کے متعلق تو احمدیت کا عقیدہ اتنا وسیع ہے کہ اس کی وجہ سے بعض مولویوں نے احمدیوں پہ کفر کا فتویٰ لگایا ہے یعنی ہم لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی انسان بھی دائمی عذاب میں مبتلا نہیں ہوگا نہ مومن نہ کافر۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے اور فرماتا ہے کہ اُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۔ کافر اور دوزخ کی آپس کی نسبت ایسی ہی ہوگی جیسے عورت اور اس کے بچہ کی ہوتی ہے اور پھر فرماتا ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات) تمام جن وانس کو میں نے اپنا عبد بنانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان اور ایسی ہی اور بہت سی آیات کے ہوتے ہوئے ہم کیونکر مان سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت آخر دوزخیوں کو نہیں ڈھانپ لے گی۔ اور دوزخی جہنم کے رحم سے کبھی بھی خارج نہیں ہوگا اور وہ بندے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا عبد بنانے کے لئے پیدا کیا تھا وہ دائمی طور پر شیطان کے عبد رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے عبد نہیں بنیں گے اور خدا تعالیٰ کی محبت بھری آواز کبھی بھی ان کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہے گی کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ آؤ میرے بندوں میں داخل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

احمدیوں کا احادیث پر ایمان

بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ احمدی حدیثوں کو نہیں مانتے اور بعض لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ احمدی ائمہ فقہاء کو نہیں مانتے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ احمدیت تقلید و عدم تقلید کے مسئلہ میں بین بین راہ اختیار کرتی ہے۔ احمدیت کی تعلیم یہ ہے کہ جو بات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس کے بعد کسی اور انسان کی آواز کو سننا محمد رسول اللہؐ کی ہتک ہے۔ آقا کے ہوتے ہوئے کسی غلام کی آواز نہیں سنی جا سکتی۔ استاد کی موجودگی میں کسی شاگرد سے سبق نہیں لیا جا سکتا۔ ائمہ فقہاء خواہ کتنے بڑے ہوں بہر حال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شاگرد اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ان کی تمام عزت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھی اور ان کی تمام شان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تھی۔ پس جب کوئی بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ قول جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے قرآن کریم کے مطابق ہو تو وہ بات ایک آخری فیصلہ ہے ایک نہ ٹلنے والا حکم ہے اور کوئی شخص اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ اس حکم کو رد کر دے یا اس کے خلاف زبان کھولے لیکن چونکہ حدیث کے راوی انسان ہیں اور ان میں نیک بھی ہیں اور بد بھی ہیں اور اچھے حافظوں والے بھی ہیں اور برے حافظوں والے بھی ہیں اور اچھے ذہن والے بھی ہیں اور کند ذہن والے بھی ہیں۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہو جس کا مفہوم قرآن کریم کے خلاف ہو تو چونکہ ہر ایک حدیث قطعی نہیں بلکہ خود ائمہ حدیث کے مسلمات کے مطابق بعض حدیثیں قطعی ہیں، بعض عام درجہ کی ہیں، بعض مشکوک اور ظنی ہیں اور بعض وضعی ہیں اس لئے قرآن کریم جیسی قطعی کتاب کے مقابلہ میں جو حدیث آ جائے گی اس کو تسلیم نہیں کیا جائیگا۔ مگر جہاں قرآن کریم کی بھی کوئی نص صریح موجود نہ ہو اور حدیث بھی ایسے ذرائع سے ثابت نہ ہو جو یقین اور قطعیت تک پہنچاتے ہوں یا حدیث کے الفاظ ایسے ہوں کہ ان سے کئی معنے نکل سکتے ہوں تو اس وقت یقیناً ائمہ فقہاء جنہوں نے اپنی عمریں قرآن کریم اور احادیث پر غور اور تدبر کرنے میں صرف کر دی ہیں اجتہاد کرنے کے مستحق ہیں اور ایک عامی آدمی جس نے نہ قرآن پر غور کیا ہے نہ حدیث پر غور کیا ہے یا جس کا علم اور تفقہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ وہ غور کر سکے اس کا حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ امام ابو حنیفہؒ یا امام احمدؒ یا امام شافعیؒ یا امام مالکؒ یا دوسرے ائمہ دین کو کیا حق ہے کہ ان کی بات کو مجھ سے زیادہ وزن دیا جائے۔ میں بھی مسلمان ہوں وہ بھی مسلمان ہیں اگر ایک عامی آدمی اور ایک ڈاکٹر کا مرض کے متعلق اختلاف ہو تو ایک ڈاکٹر کی رائے کو عامی کی رائے پر ترجیح دی جاتی ہے اور قانون میں اختلاف ہو تو ایک وکیل کی رائے کو غیر وکیل کی رائے پر ترجیح دی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دینی معاملات میں اُن ائمہ کی رائے کو ترجیح نہ دی جائے جنہوں نے اپنی عمریں قرآن کریم اور احادیث پر تدبر کرنے پر صرف کر دی ہوں اور جن کے ذہنی قویٰ بھی دوسرے لاکھوں آدمیوں سے اچھے ہوں اور جن کے تقویٰ اور جن کی طہارت پر خدائی سلوک نے مہر لگا دی ہو۔ غرض احمدیت نہ کلی طور پر اہلحدیث کی بات کی تائید کرتی ہے اور نہ کلی طور پر مقلدین کی تائید کرتی ہے احمدیت کا سیدھا سادھا عقیدہ اس بارہ میں وہی ہے جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کا تھا کہ قرآن کریم سب سے مقدم ہے۔ اس سے اتر کر احادیث صحیحہ ہیں اور اس سے اتر کر ماہر فن کا استدلال اور اجتہاد ہے۔ اسی عقیدہ کے مطابق احمدی بعض دفعہ اپنے آپ کو حنفی بھی کہہ دیتے ہیں جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے جو اصل مذہب کا بیان فرمایا ہے ہم اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ احمدی اپنے آپ کو اہلحدیث بھی کہہ دیتے ہیں کیونکہ احمدیت کے نزدیک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول جب وہ ثابت اور روشن ہو تمام بنی نوع انسان کے اقوال پر فوقیت رکھتا ہے حتّٰی کہ تمام ائمہ کے مجموعی اقوال پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

احمدیوں کا تقدیر کے متعلق عقیدہ

ان غلط فہمیوں میں سے جو ناواقفوں کو جماعت احمدیہ کے متعلق ہیں ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ احمدی لوگ تقدیر کے منکر ہیں۔ احمدی لوگ تقدیر کے ہرگز منکر نہیں۔ ہم لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اس دنیا میں جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی اور اس کی تقدیر کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ ہم صرف اس بات کے خلاف ہیں کہ چور کی چوری، بے نماز کے ترکِ نماز، جھوٹے کے جھوٹ، دھوکے باز کے دھوکے، قاتل کے قتل، اور بدکار کی بدکاری کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے اور اپنے منہ کی سیاہی خدا تعالیٰ کے منہ پر ملنے کی کوشش کی جائے۔ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تقدیر اور تدبیر کی دو نہریں ایک وقت میں چلائی ہیں اور بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ کے ارشاد کے مطابق ان دونوں کے درمیان ایک ایسی حدِ فاصل مقرر کر دی ہے کہ یہ کبھی آپس میں ٹکراتی نہیں۔ تدبیر کا میدان اپنی جگہ پر ہے اور تقدیر کا میدان اپنی جگہ پر ہے جن امور کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر کو لازم قرار دیا ہے ان میں تدبیر کچھ نہیں کر سکتی اور جن امور کے لئے اس نے تدبیر کا رستہ کھولا ہے ان میں تقدیر پر امید لگا کر بیٹھے رہنا اپنے مستقبل کو خود تباہ کرنا ہے۔ پس ہم جس بات کے مخالف ہیں وہ یہ ہے کہ انسان اپنی بد اعمالیوں کو تقدیر کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرے اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کا جواز تقدیر کے لفظ سے نکالے اور جہاں خدا تعالیٰ نے تدبیر کا حکم دیا ہے وہاں تقدیر پر آس لگائے بیٹھا رہے

کیونکہ اس کا نتیجہ ہمیشہ خطرناک نکلتا ہے۔ مسلمان خدائی تقدیر پر نظر لگا کر بیٹھے رہے اور اس جد و جہد کو انہوں نے ترک کر دیا جو قومی ترقی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دین سے تو گئے تھے دنیا سے بھی گذر گئے۔ اگر وہ اس امر کو مدنظر رکھتے کہ جن کاموں کے لئے خدا تعالیٰ نے تدبیر کا دروازہ کھولا ہے ان میں تقدیر کو مدنظر رکھنے کی بجائے تدبیر کو مدنظر رکھنا چاہیئے تو ان کی حالت اتنی نہ گرتی اور وہ اتنے زبوں حال نہ ہوتے جتنے کہ اب ہیں۔

احمدیوں کا جہاد کے متعلق عقیدہ

احمدیت کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احمدی جہاد کے منکر ہیں۔ یہ درست نہیں۔ احمدی جہاد کے منکر نہیں۔ احمدیوں کا صرف یہ عقیدہ ہے کہ جنگیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک جنگِ جہاد اور ایک محض جنگ۔ جہاد صرف اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں مذہب کے بچانے کے لئے لڑائی کی جائے اور ایسے دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے جو مذہب کو تلوار کے زور سے مٹانا چاہتے ہیں اور جو خنجر کی نوک سے عقیدہ تبدیل کروانا چاہتے ہیں۔ اگر دنیا میں ایسے واقعات ظاہر ہوں تو جہاد ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے مگر ایسے جہاد کے لئے ایک یہ بھی شرط ہے کہ اس جہاد کا اعلان امام کی طرف سے ہونا چاہیئے تا مسلمانوں کو معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کن کن کو جہاد میں شامل ہونا چاہیئے اور کن کن کو اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ایسے جہاد کے موقعہ کے آنے پر جو مسلمان بھی جہاد میں شامل نہ ہوگا وہ گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر امام ہو تو وہی مسلمان گنہگار ہوگا جس کو جہاد کے لئے بلایا جائے اور وہ نہ آئے۔ جب احمدی جماعت کسی ملک میں جہاد کا انکار کرتی تھی تو اس لئے کرتی تھی کہ مذہب کو بزورِ شمشیر بدلوانے کی کوشش انگریز نہیں کر رہے تھے اگر احمدی جماعت کا یہ خیال غلط تھا اور واقعہ میں انگریز شمشیر سے مذہب بدلوانے کی کوشش کر رہے تھے تو پھر یقیناً جہاد واجب تھا مگر سوال یہ ہے کہ کیا جہاد واجب ہو جانے کے بعد ہر مسلمان نے تلوار اٹھا کر انگریز کا مقابلہ کیا؟ اگر نہیں کیا تو احمدی تو خدا تعالیٰ کو یہ جواب دیں گے کہ ہمارے نزدیک ابھی جہاد کا وقت نہیں آیا تھا اگر ہم نے غلطی کی ہے تو ہماری غلطی اجتہادی تھی۔ لیکن ان کے مخالف مولوی کیا جواب دیں گے کیا وہ یہ نہیں کہیں گے کہ اے خدا جہاد کا تو وقت تھا اور ہم یقین رکھتے تھے کہ یہ جہاد کا وقت ہے اور سمجھتے تھے کہ جہاد فرض ہو گیا ہے لیکن اے ہمارے خدا ہم نے جہاد نہیں کیا کیونکہ ہمارے دل ڈرتے تھے اور نہ ہم نے ان لوگوں کو جہاد کے لئے آگے بھجوایا جن کے دل نہیں ڈرتے تھے کیونکہ ہم ڈرتے تھے کہ ایسا کرنے سے بھی انگریز ہم کو پکڑ لیں گے۔ میں یہ فیصلہ منصف مزاج لوگوں پر ہی چھوڑتا ہوں کہ ان دونوں جوابوں میں سے کونسا جواب خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قابلِ قبول ہے؟

اب تک تو جو کچھ میں نے کہا وہ ان لوگوں کے وساوس کے دور کرنے کیلئے کہا ہے جو احمدیت کا سرسری مطالعہ بھی نہیں رکھتے اور جو احمدیت کے پیغام کو اس کے دشمنوں سے سنتے یا بغیر احمدیت کے مطالعہ کرنیکے اپنے دلوں سے احمدیت کے عقائد اور احمدیت کی تعلیم بنانا چاہتے ہیں۔

اب میں ان لوگوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے احمدیت کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہے۔ اور جو جانتے ہیں کہ احمدی خدا تعالیٰ کی توحید پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی مانتے ہیں۔ احادیث کو بھی مانتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں۔ حج بھی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ حشر ونشر اور جزا سزا پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن وہ حیران ہیں کہ جب احمدی دوسرے مسلمانوں کی طرح مسلمان ہیں۔ تو پھر اس نئے فرقہ کو قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ ان کے نزدیک احمدیوں کا عقیدہ۔ اور احمدیوں کا عمل قابل اعتراض نہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ایک نئی جماعت بنانا قابل اعتراض امر ہے۔ کیونکہ جب فرق کوئی نہیں تو افتراق کرنے کی وجہ کیا ہوئی۔ اور جب اختلاف نہیں۔ تو دوسری مسجد بنانے کا مقصد کیا ہوا۔

نئی جماعت بنانے کی وجہ

اس سوال کا جواب دو طرح دیا جاسکتا ہے عقلی طور پر اور روحانی طور پر۔ عقلی طور پر اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جماعت صرف تعداد کا نام نہیں۔ ہزار لاکھ یا کروڑ افراد کو جماعت نہیں کہتے۔ بلکہ جماعت ان افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ جو متحد ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور ایک متحدہ پروگرام کے مطابق کام کر رہے ہوں۔ ایسے افراد اگر پانچ سات بھی ہوں تو جماعت ہے۔ اور جن میں یہ بات نہ ہو۔ وہ کروڑوں بھی جماعت نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ میں نبوت کا دعوےٰ کیا تو پہلے دن آپ پر صرف چار آدمی ایمان لائے تھے۔ آپ پانچویں تھے۔ باوجود پانچ ہونے کے آپ ایک جماعت تھے۔ مگر مکہ کی آٹھ دس ہزار کی آبادی جماعت نہیں تھی۔ نہ عرب کی آبادی جماعت تھی۔ کیونکہ نہ انہوں نے متحد ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور نہ ان کا کوئی متحدہ پروگرام تھا۔ پس اس قسم کا سوال کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا اس وقت مسلمان کوئی جماعت ہیں؟ کیا دنیا کے مسلمان تمام معاملات میں آپس میں مل کر کام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ یا ان کا کوئی متحدہ پروگرام ہے؟ جہاں تک ہمدردی کا سوال ہے۔ میں مانتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق ہمدردی ہے۔ مگر وہ بھی سارے مسلمانوں میں نہیں۔ کچھ کے دلوں میں ہے اور کچھ کے دلوں میں نہیں۔ اور پھر کوئی ایسا نظام موجود نہیں جس کے ذریعہ سے اختلاف کو مٹایا جا سکے۔ اختلاف تو جماعت میں بھی ہوتا ہے۔ بلکہ نبیوں کے وقت کی جماعت میں بھی ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض دفعہ انصار اور مہاجرین کا اختلاف ہو گیا اور بعض دفعہ دوسرے قبائل میں اختلاف ہو گیا۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا۔ تو اس وقت سب اختلاف مٹ گیا۔ اسی طرح خلافت کے ایام میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا تھا۔ لیکن جب کوئی اختلاف پیدا ہوتا خلفاء فیصلہ کرتے۔ اور وہ اختلاف مٹ جاتا۔ خلافت کے ختم ہونے کے بعد بھی کوئی ستر سال تک مسلمان ایک حکومت کے نیچے رہے جہاں جہاں بھی مسلمان تھے وہ ایک نظام کے تابع تھے۔ وہ نظام برا تھا یا اچھا تھا۔ بہرحال اس نے مسلمانوں کو ایک رشتہ سے باندھ رکھا تھا۔ اس کے بعد اختلاف ہوا۔ اور مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ سپین کا ایک حلقہ بن گیا اور باقی دنیا کا ایک حلقہ بن گیا۔ یہ اختلاف تو تھا مگر بہت ہی محدود اختلاف تھا۔ دنیا کے مسلمانوں کا بیشتر حصہ پھر بھی ایک نظام کے نیچے چل رہا تھا۔ مگر تین سو سال گزرنے کے بعد یہ انتظام ایسا ٹوٹا کہ تمام مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور ان میں تشتت اور پراگندگی پیدا ہو گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب سب سے اچھی صدی میری ہے۔ ان سے اتر کر وہ لوگ ہوں گے جو دوسری صدی میں ہوں گے۔ اور ان سے اتر کر وہ لوگ ہوں گے جو تیسری صدی میں ہوں گے۔ پھر دنیا میں سچائی مٹ جائے گی۔ اور ظلم وتشدد اور اختلاف کا دور دورہ ہو جائیگا اور ایسا ہی ہوا۔ پھر اختلاف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ گزشتہ تین صدیوں میں تو مسلمان اپنی طاقت بالکل ہی کھو بیٹھے۔ کجا وہ وقت تھا کہ یورپ ایک ایک مسلمان بادشاہ سے ڈر رہا تھا۔ اور اب یورپ اور امریکہ کی ایک ایک طاقت کا مقابلہ کرنے کی سکت سارے عالم اسلام میں بھی نہیں۔ یہودیوں کی کتنی چھوٹی سی حکومت فلسطین میں بنی ہے۔ شام عراق۔ لبنان۔ سعودی عرب۔ مصر اور فلسطین کی فوجیں اس کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یو این او نے جو علاقہ یہودیوں کو دیا تھا۔ اس سے بہت زیادہ اس وقت یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہ درست ہے کہ یہودی حکومت کی مدد امریکہ اور انگلستان کر رہے ہیں۔ لیکن سوال بھی تو یہی ہے کہ کبھی تو مسلمانوں کی ایک ایک حکومت سارے مغرب پر غالب تھی۔ اور اب مغرب کی بعض حکومتیں سارے مسلمانوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ پس جماعت کا جو مفہوم ہے اس وقت اس کے مطابق مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں۔ حکومتیں ہیں جن میں سے سب سے بڑی پاکستان کی حکومت ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب قائم ہوئی ہے۔

لیکن اسلام پاکستان کا نام نہیں نہ اسلام مصر کا نام ہے نہ اسلام شام کا نام ہے۔ نہ اسلام ایران کا نام ہے۔ نہ اسلام افغانستان کا نام ہے۔ نہ اسلام سعودی عرب کا نام ہے۔ اسلام تو اس رشتہ، وحدت کا نام ہے۔ جس نے سارے مسلمانوں کو یکجا کر دیا تھا۔ اور ایسا کوئی نظام اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ پاکستان کو افغانستان سے ہمدردی ہے۔ افغانستان کو پاکستان سے ہمدردی ہے لیکن نہ پاکستان افغانستان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہے۔ نہ افغانستان پاکستان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہے۔ دونوں کی سیاست الگ الگ ہے اور دونوں اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہیں۔ یہی حال افراد کا ہے۔ افغانستان کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ پاکستان کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ مصر کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ ان کو ایک لڑی میں پرونے والی کوئی چیز نہیں۔ پس اس وقت مسلمان بھی ہیں مسلمانوں کی حکومتیں بھی ہیں۔ اور ان میں سے بعض حکومتیں خدا تعالےٰ کے فضل سے مضبوط ہو رہی ہیں۔ لیکن پھر بھی مسلمان ایک جماعت نہیں فرض کرو پاکستان کا بیڑا اس حد تک اتنا مضبوط ہو جائے کہ تمام بحر الہند میں حکومت کرنے لگ جائے اس کی فوج اتنی مضبوط ہو جائے کہ ہندوستان پر بھی اس سے کانپنے لگ جائے۔ اس کی اقتصادی حالت اتنی بڑھ جائے۔ کہ دنیا کی منڈیوں پر اس کا قبضہ ہو جائے بلکہ اس کی طاقت اتنی بڑھ جائے کہ امریکہ کی طاقت سے بھی بڑھ جائے۔ تو کیا ایران، شام فلسطین اور مصر اپنے آپ کو پاکستان میں مدغم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے ظاہر ہے کہ نہیں وہ پاکستان کی عظمت کا اقرار کرنے کے لئے تیار ہوں گے وہ اس سے ہمدردی کرنے کے لئے تیار ہونگے مگر وہ اپنی ہستی کو اس میں مٹا دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ پس گو خدا تعالےٰ کے فضل سے مسلمانوں کی سیاسی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ اور بعض نئی اسلامی حکومتیں قائم ہو رہی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک اسلامی جماعت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ مختلف سیاستوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اور الگ الگ حکومتوں میں تقسیم ہیں۔ ان سب کی آواز کو ایک جگہ جمع کرنے والی کوئی طاقت نہیں۔ مگر اسلام تو عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسلام عرب کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام شام کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام ایران کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام افغانستان کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ جب دنیا کے ہر ملک کے مسلمان اسلام کے نام کے پیچھے جمع ہو جاتے ہیں تو اسلامی جماعت وہی ہو سکتی ہے۔ جو ان سارے گروہوں کو اکٹھا کرنے والی ہو اور جب تک ایسی جماعت دنیا میں قائم نہ ہو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں گو حکومت ہے۔ اور سیاست ہے۔ اسی طرح متحدہ پروگرام کا سوال ہے۔ جہاں ایسا کوئی نظام نہیں جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو اکٹھا کر سکے وہاں مسلمانوں کا کوئی متحدہ پروگرام بھی نہیں۔ نہ سیاسی نہ تمدنی نہ مذہبی۔ منفردانہ طور پر کسی کسی جگہ پر کسی مسلمان کا دشمنان اسلام سے مقابلہ کر لینا یہ اور چیز ہے اور متحدہ طور پر ایک مخصوص نظام کے ماتحت چاروں طرف سے دشمن کے حملہ کا جائزہ لے کر اس کے مقابلہ کی کوشش کرنا یہ الگ بات ہے۔ پس پروگرام کے لحاظ سے بھی مسلمان ایک جماعت نہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی جماعت قائم ہو اور مذکورہ بالا دونوں مقاصد کو لے کر قائم ہو تو اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک نئی جماعت بن گئی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ پہلے کوئی جماعت نہیں تھی اب ایک جماعت بن گئی ہے۔ میں ان دوستوں سے جن کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ایک نماز ایک قبلہ ایک قرآن اور ایک رسول ہونے کے پھر احمدی جماعت نے الگ جماعت کیوں بنائی کہتا ہوں کہ وہ اس نکتہ پر غور کریں اور سوچیں کہ اسلام کو پھر ایک جماعت بنانے کا وقت آچکا ہے۔ اس کام کے لئے کب تک انتظار کیا جائے گا؟ مصر کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے، ایران کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ دیگر اسلامی حکومتیں اپنی اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہیں لیکن ان کی موجودگی میں بھی ایک خلا رہ جاتی ہے، ایک کمی باقی ہے۔ اور اسی خلا اور اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے احمدیہ جماعت قائم ہوئی ہے۔ جب خلافت ترکیہ کو ترکوں نے ختم کر دیا تو مصر کے بعض علماء نے (بعض راز داروں کے قول کے مطابق شاہ مصر کے اشارہ سے) ایک تحریک خلافت شروع کی اور اس تحریک سے ان کا منشاء یہ تھا کہ شاہ مصر کو خلیفۃ المسلمین تصور کر لیا جائے اور اس طرح مصر کو دوسرے اسلامی ممالک پر فوقیت حاصل ہو جائے۔ سعودی عرب نے اس کی مخالفت شروع کی اور یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ یہ تحریک انگریزوں کی اٹھائی ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص خلافت کا مستحق ہے تو وہ سعودی عرب کا بادشاہ ہے۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے وہ یقیناً ایک ایسا رشتہ ہے جس سے سب مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ خلافت کا لفظ کسی خاص بادشاہ کے ساتھ مخصوص ہونے لگا تو دوسرے بادشاہوں نے فوراً تاڑ لیا کہ ہماری حکومت میں رخنہ ڈالا جاتا ہے اور وہ مفید تحریک بیکار ہو کر رہ گئی۔ لیکن اگر یہی تحریک عوام میں پیدا ہو اور مذہبی روح اس کے پیچھے کام کر رہی ہو تو سیاسی رقابت اس کے رستہ میں حائل نہیں ہو گی۔ صرف جماعتی رقابت اس کے رستہ میں روک بنے گی۔ سیاسی رقابت کی وجہ سے ایسی تحریک اسی ملک میں محدود ہو کر رہ جائے گی جس کی حکومت اس کی تائید میں ہو گی۔ لیکن جماعتی مخالفت کی صورت میں

کسی ملک میں محدود نہیں رہے گی۔ ہر گھر میں جائے گی اور پھیلے گی اور اپنی جڑیں بنالیگی بلکہ ایسے ملکوں میں بھی جا کر کامیاب ہوگی جہاں اسلامی حکومت نہیں ہوگی کیونکہ سیاسی ٹکراؤ نہ ہونے کی وجہ سے ابتدائی زمانہ میں حکومتیں اس کی مخالفت نہیں کریں گی۔ چنانچہ احمدیت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ احمدیت کا منشاء محض مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کرنا تھا۔ وہ بادشاہت کی طالب نہیں تھی۔ وہ حکومت کی طالب نہیں تھی۔ انگریزوں نے اپنے ملک میں بعض دفعہ احمدیت کو تکلیفیں بھی پہنچائی ہیں۔ لیکن ان کے خالص مذہبی ہونے کی وجہ سے اُس سے کھلے بندوں ٹکرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ افغانستان میں ملانوں سے ڈر کر بعض دفعہ بادشاہوں نے سختیاں کیں لیکن پرائیویٹ ملاقاتوں میں اپنی معذوریاں بھی ظاہر کرتے رہے اور اظہارِ ندامت بھی کرتے رہے۔ اسی طرح دوسرے اسلامی ممالک میں عوام الناس نے مخالفت کی۔ علماء نے مخالفت کی اور ان سے ڈر کر حکومت نے بھی بعض دفعہ روکیں ڈالیں۔ لیکن کسی حکومت نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ تحریک ہماری حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لئے قائم ہوئی ہے اور اُن کا خیال بالکل درست تھا۔ احمدیت کو سیاست سے کوئی غرض نہیں۔ احمدیت صرف اس غرض کے لئے کھڑی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کی دینی حالت کو درست کرے اور انہیں ایک رشتہ میں پروئے تاکہ وہ ملکر اسلام کے دشمنوں کا اخلاقی اور روحانی ہتھیاروں سے مقابلہ کر سکیں۔ اسی بات کو سمجھتے ہوئے امریکہ میں احمدی مبلغ گئے۔ جس حد تک وہ ایشیائیوں کی مخالفت کرنے میں انہوں نے احمدی مبلغوں کی مخالفت کی لیکن جہاں تک مذہبی تحریک کا سوال تھا اس کے مدنظر انہوں نے مخالفت نہیں کی۔ ڈچ حکومت نے انڈونیشیا میں بھی اسی طریق سے کام لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سیاست میں یہ ہمارے ساتھ نہیں ٹکراتے تو گو انہوں نے مخفی نگرانیاں بھی کیں، بے اعتنائیاں بھی کیں مگر کھلے بندوں احمدیت سے ٹکرانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور اس رویہ میں وہ بالکل حق بجانب تھے بہرحال ہم ان کے مذہب کے خلاف تبلیغ کرتے تھے اس لئے ہم اُن سے کسی ہمدردی کے امیدوار نہیں تھے مگر ہم ان کی سیاست سے بھی براہ راست نہیں ٹکراتے تھے۔ اس لئے ان کا بھی یہ کوئی حق نہیں تھا کہ ہم سے براہ راست ٹکر لیتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب جماعت احمدیہ قریباً ہر ملک میں قائم ہے ہندوستان میں بھی، افغانستان میں بھی ایران میں بھی، عراق میں بھی، شام میں بھی، فلسطین میں بھی، مصر میں بھی، اٹلی میں بھی، سوئٹزرلینڈ میں بھی، جرمنی میں بھی، انگلینڈ میں بھی، یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں بھی، انڈونیشیا، ملایا، ایسٹ اور ویسٹ افریقہ، ایبے سینیا، ارجنٹائنا غرض ہر ملک میں تھوڑی یا بہت جماعت موجود ہے اور ان ممالک کے اصلی شہریوں میں سے جماعت موجود ہے یہ نہیں کہ وہاں کے بعض ہندوستانی احمدی ہوگئے ہیں اور وہ ایسے مخلص لوگ ہیں کہ اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ ایک انگریز لفٹیننٹ اپنی زندگی وقف کر کے اس وقت مبلغ کے طور پر انگلستان میں کام کر رہا ہے باقاعدہ نمازی ہے، شراب وغیرہ کے قریب نہیں جاتا۔ خود محنت اور مزدوری سے پیسے کما کر ٹریکٹ وغیرہ شائع کرتا یا جلسے کرتا ہے۔ ہم اسے گذارہ کے لئے اتنی قلیل رقم دیتے ہیں جس سے انگلستان کا ایک چوہڑا بھی زیادہ کماتا ہے۔ اسی طرح جرمنی کے ایک شخص نے زندگی وقف کی ہے وہ بھی فوجی افسر ہے بڑی جد وجہد کے بعد وہ جرمنی سے نکلنے میں کامیاب ہوا ہے ابھی اطلاع آئی ہے کہ وہ سوئیٹزرلینڈ پہنچ گیا ہے اور وہاں ویزا کا انتظار کر رہا ہے۔ یہ نوجوان اسلام کی خدمت کا بے انتہا جوش اپنے دل میں رکھتا ہے اور اسلئے پاکستان آرہا ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیم پوری طرح حاصل کر کے کسی غیر ملک میں اسلام کی تبلیغ کرے۔

جرمنی کا ایک اور نوجوان مصنف اور اس کی تعلیم یافتہ بیوی زندگی وقف کرنے کا ارادہ ظاہر کر رہے ہیں اور شاید عنقریب ہی وہ اس فیصلہ پر پہنچ کر پاکستان تعلیم اسلام کے لئے آجائینگے اسی طرح ہالینڈ کا ایک نوجوان اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور غالباً جلد ہی کسی نہ کسی ملک میں تبلیغ اسلام کے کام پر لگ جائیگا۔ بے شک جماعت احمدیہ تھوڑی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے جماعت اسلامی قائم ہو رہی ہے ہر ملک میں کچھ نہ کچھ افراد اس میں شامل ہو کر ایک عالمگیر اتحاد کی بنیاد رکھ رہے ہیں اور ہر سیاست کے ماننے والے لوگوں میں سے کچھ نہ کچھ آدمی اس میں شامل ہو رہے ہیں ایسی تحریکوں کی ابتداء شروع میں چھوٹی ہی ہوا کرتی ہے لیکن ایک وقت میں جا کر وہ ایک فوری قوت حاصل کر لیتی ہیں اور چند دنوں میں اتحاد اور اتفاق کا بیج بونے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ سیاسی طاقت کے لئے سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے اور مذہبی اور اخلاقی طاقت کے لئے مذہبی اور اخلاقی جماعتوں کی ضرورت۔ جماعت احمدیہ سیاست سے اسی لئے الگ رہتی ہے کہ اگر وہ ان باتوں میں دخل دے تو وہ اپنے کام میں سست ہو جائے

جماعت احمدیہ کا پروگرام

دوسرا اصولی پروگرام

پروگرام کے لحاظ سے بھی جماعت احمدیہ ہی ایک متحدہ پروگرام رکھتی ہے اور کوئی جماعت متحدہ پروگرام نہیں رکھتی۔ جماعت احمدیہ عیسائیت کے حملہ کا پورا اندازہ لگا کر ہر ملک میں اس کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اس وقت دنیا کا سب سے کمزور خطہ اور بعض لحاظ سے سب سے طاقتور خطہ افریقہ ہے۔ عیسائیت نے اسوقت اپنی ساری طاقت سے افریقہ میں دھاوا بول دیا ہے۔ اب تو کھلے بندوں وہ اپنے ان ارادوں کا اظہار کر رہے ہے۔ اس سے پہلے صرف پادریوں کا ذہن ادھر جا رہا تھا پھر انگلستان کی کنسرویٹو پارٹی ادھر مائل ہوئی اور اب تو لیبر پارٹی نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ کہ یورپ کی نجات کا دار ومدار افریقہ کی ترقی اور اس کی تنظیم پر ہے۔ مگر یورپ سمجھتا تھا کہ یہ ترقی اور تنظیم اسی صورت میں یورپ کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کے باشندے عیسائی ہو جائیں۔ احمدیت نے اس راز کو چوبیس سال پہلے بھانپ لیا اور چوبیس سال پہلے اپنے مبلغ وہاں بھجوا دیئے جہاں ہزاروں ہزار آدمی عیسائیت سے نکل کر مسلمان ہو گئے اور اسوقت افریقہ میں سب سے منظم اسلامی جماعت احمدیت کی ہے جس کا مقابلہ کرنے سے عیسائیوں نے گریز کرنا شروع کر دیا ہے اور ان کے لٹریچر میں متواتر اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ احمدیہ جماعت کی مساعی نے عیسائی مشنریوں کی کوششوں کو باطل کر دیا ہے۔ یہی تبلیغی سلسلہ مشرقی افریقہ میں بھی سال ہا سال سے جاری ہے اور گو وہاں کام کی ابتداء ہے اور اس وجہ سے نتائج ابھی اتنے شاندار نہیں جتنے مغربی افریقہ میں ہیں لیکن پھر بھی عیسائیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے ہیں اور امید ہے کہ چند سال میں یہاں بھی مبلغوں کی کوششیں اعلیٰ نتائج پیدا کرنے لگ جائینگی۔ انڈونیشیا اور ملایا میں بھی ایک لمبے عرصہ سے مشن قائم ہیں اور اسلام کے بھاگتے ہوئے گروہوں کو ٹھہرانے جمع کرنے اور اکٹھا کر کے دشمن کے مقابل پر کھڑا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ عیسائی طاقتوں میں سے اب سب سے آگے آچکی ہے، وہاں بھی چوبیس سال سے احمدی مبلغ کام کر رہے ہیں اور ہزاروں باشندے امریکہ کے احمدی ہو چکے ہیں اور ہزاروں روپیہ سالانہ تبلیغ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں امریکہ کی دولت کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں اور وہاں کے پادریوں کی کوششوں کے مقابلہ میں یہ بالکل حقیر کوشش ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ مقابلہ شروع کر دیا گیا ہے اور فتح ہم کو ہی ہو رہی ہے کیونکہ ہم عیسائی جماعت کے آدمی چھین کر اپنی طرف لا رہے ہیں، عیسائی جماعت ہمارے آدمی چھین کر نہیں لے جا رہی۔ پس یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ احمدیت نے ایک نئی جماعت کیوں قائم کی ہے۔ کہنا یہ چاہیئے کہ احمدیت نے ایک جماعت قائم کر دی جبکہ اس سے پہلے کوئی جماعت نہیں تھی اور کیا یہ قابلِ اعتراض بات ہے یا قابل تعریف بات ہے؟

احمدیوں کو دوسری جماعتوں سے علیحدہ رکھنے کی وجہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسی کسی جماعت کے بنانے کی ضرورت کیا تھی یہی باتیں دوسرے مسلمانوں میں پھیلائی جانی چاہیئے تھیں اس کا عقلی جواب یہ ہے کہ ایک کمانڈر انہی لوگوں کو لڑائی میں بھیج سکتا ہے جو فوج میں بھرتی ہو چکے ہوں جو لوگ فوج میں بھرتی نہیں وہ ان کو بھیج کس طرح سکتا ہے؟ اگر جماعت ہی کوئی نہ بنائی جاتی تو بانی سلسلہ احمدیہ کس سے کام لیتا اور کس کو حکم دیتا اور ان کے خلفاء کس سے کام لیتے اور کس کو حکم دیتے کیا وہ بازار میں پھرنا شروع کرتے اور ہر مسلمان کو پکڑ کر کہتے کہ آج فلاں جگہ اسلام کے لئے ضرورت ہے تو وہاں جا اور وہ آگے سے یہ جواب دیتا کہ میں تو آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں اور پھر وہ اگلے آدمی کو جا پکڑتے اور پھر وہ اس سے اگلے آدمی کو جا پکڑتے یہ ایک عقلی حقیقت ہے کہ جب کوئی منظم کام کرنا ہو تو اس کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر ایسی جماعت کے کوئی منظم کام نہیں ہو سکتا۔ اگر کہو کہ جماعت تو بناتے لیکن سب میں ملے جلے رہتے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جان کو جوکھوں میں ڈالنے والے کاموں کے لئے ہر شخص کہاں تیار ہوتا ہے۔ ایسے کام تو دیوانے ہی کیا کرتے ہیں۔ اور دیوانوں کو ہوشیاروں سے الگ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ہوشیار دیوانوں کو بھی اپنے جیسا بنالیں گے تو پھر ایسے کام کو کون کرے گا۔ نیز دوسروں سے الگ رہنا خود بخود طبائع میں استعجاب پیدا کرتا ہے۔ اور آپ ہی آپ لوگ اس کی کرید اور تجسس شروع کرتے ہیں اور آخر ایک دن اُسی چیز کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جس کو مٹانے کے لئے وہ آگے بڑھتے ہیں۔ پس یہ سارے اعتراضات قلت تدبر کا نتیجہ ہیں اگر عقل سے کام لیا جائے۔ تو سمجھ آسکتا ہے کہ اصل میں وہی طریقہ درست ہے جو احمدیت نے اختیار کیا ہے۔ اسی صحیح طریقے پر عمل کر کے وہ اسلام کے لئے قربانی کرنے والوں کی ایک جماعت پیدا کر سکتی ہے۔ اور جب تک وہ اسی طریق پر عمل کرتی رہے گی۔ روز بروز ایسے افراد

کی تعداد کو بڑھاتی چلی جائے گی یہانتک کہ کفر محسوس کرے گا کہ اب اسلام طاقت پکڑ گیا ہے۔ اور وہ اسلام پر اپنی ساری طاقت کے ساتھ حملہ کرے گا مگر حملے کا وقت گذر چکا ہوگا۔ میدان اسلام ہی کے ہاتھ رہیگا اور کفر شکست کھا جائے گا۔ ہم سیاسی جد و جہد کرنے والوں کے راستہ میں روک نہیں بنتے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ جب تمہاری سمجھ میں ہماری باتیں نہ آئیں تم اپنا کام کرتے چلے جاؤ۔ لیکن ہم ان سے یہ بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے رستہ سے نہ روکیں۔ اگر کسی کی سمجھ میں ان کا طریقہ اچھا معلوم ہوتا ہے تو وہ اُن سے جا ملے اور اگر کسی کی سمجھ میں ہمارا طریقہ اچھا معلوم ہوتا ہے تو وہ ہم میں آ ملے۔ اُن کے طریقہ میں قربانی کم اور شہرت زیادہ ہے اور ہمارے طریقہ میں قربانی زیادہ اور شہرت کم ہے۔ اُن کو اُن کا حصہ ملتا رہیگا اور ہم کو ہمارا حصہ ملتا رہیگا۔ جن لوگوں کی نگاہ میں مغز اور حقیقت کے لحاظ سے اسلام کا قیام زیادہ ضروری ہو گا وہ ہم میں آ ملیں گے۔ اور جو لوگ ظاہری بادشاہت کے شیدائی ہوں گے وہ ان میں جا ملیں گے۔ لیکن ہم لڑیں کیوں اور جھگڑیں کیوں۔ دونوں ہی غمِ ملت میں تڑپ رہے ہیں۔ گو جدا جدا اعضاء میں ٹیس اٹھ رہی ہے۔ ان کے دماغوں میں درد ہے ہمارے دل اذیت پا رہے ہیں۔

یہ تو میں نے عقلی نقطۂ نگاہ سے جواب دیا ہے اب میں روحانی نقطۂ نگاہ سے جواب دیتا ہوں اور میرے نزدیک وہی حقیقی نقطۂ نگاہ ہے، اس سوال کا روحانی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ جب کبھی دنیا میں خرابی پھیل جاتی ہے روحانیت اس سے مفقود ہو جاتی ہے، لوگ دنیا کو دین پر مقدم کرنے لگ جاتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آسمان سے کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے تاکہ اس کے کھوئے ہوئے بندوں کو پھر اس کی طرف واپس لائے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو پھر دنیا میں قائم کرے۔ بعض دفعہ یہ مامور شریعت ساتھ لاتے ہیں اور بعض دفعہ کسی پہلی شریعت کے قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے اور بار بار بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے اس رحم اور کرم کی شناخت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ بہت بڑی شان رکھتا ہے۔ اور انسان اس کے مقابلہ میں ایک کیڑے سے بھی بدتر ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کام حکمت سے پُر ہوتے ہیں اور وہ کوئی کام بھی بلا وجہ اور بغیر فائدہ کے نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (سورہ دخان) یعنی ہم نے یہ زمین اور آسمان یونہی نہیں پیدا کئے بلکہ ان کی پیدائش میں غرض رکھی ہے اور وہ غرض یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرے اور اس کا مظہر بن کر دنیا کے ان لوگوں میں جو بلند پروازی کی طاقت نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ کو روشناس کرے۔ ابتدائے آفرینش سے کر اس وقت تک خدا تعالیٰ کی یہی سنت جاری رہی ہے اور مختلف اوقات میں خدا تعالیٰ نے اپنے مختلف مظاہر اس دنیا میں مبعوث فرمائے ہیں۔ کبھی خدا تعالیٰ کی صفات آدمؑ کے ذریعہ سے جلوہ گر ہوئیں، کبھی نوحؑ کے ذریعہ سے جلوہ گر ہوئیں، کبھی ابراہیمؑ کے جسم میں سے وہ ظاہر ہوئیں تو کبھی موسیٰؑ کے جسم سے وہ ہویدا ہوئیں۔ کبھی داؤدؑ نے خدا تعالیٰ کا چہرہ دنیا کو دکھایا تو کبھی مسیحؑ نے اللہ تعالیٰ کے انوار کو اپنے وجود میں ظاہر کیا۔ سب سے آخر اور سب سے کامل طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو اجمالاً و تفصیلاً انفراداً حیثیت سے بھی اور اجتماعی حیثیت سے بھی ایسی شان اور ایسے جلال کے ساتھ دنیا پر ظاہر کیا کہ پہلے انبیاء آپؐ کے شمسی وجود کے آگے ستاروں کی مانند ماند پڑ گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام شریعتیں ختم ہو گئیں۔ اور تمام شریعت لانے والے انبیاء کی آمد کا رستہ بند کر دیا گیا۔ کسی جنبہ داری کی وجہ سے نہیں، کسی محاباۃ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایسی شریعت لائے جو تمام ضرورتوں کی جامع اور تمام حاجتوں کو پورا کرنے والی تھی جو چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تھی وہ تو پوری ہو گئی لیکن بندوں کے متعلق کوئی ضمانت نہیں تھی کہ وہ صحیح راستہ کو نہیں چھوڑیں گے اور اس سچی تعلیم کو نہیں بھولیں گے بلکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا تھا کہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سجدہ) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے آخری کلام اور اپنی اس آخری شریعت کو آسمان سے زمین پر قائم کر دے گا اور لوگوں کی غفلت اس کے رستہ میں روک نہیں بنے گی۔ مگر پھر ایک عرصہ کے بعد یہ کلام آسمان پر چڑھنا شروع ہو گا اور ایک ہزار سال میں یہ دنیا سے اٹھ جائے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح دین کے زمانہ کو تین سو سال کا عرصہ قرار دیتے ہیں۔ جیسا اوپر حدیث بیان کی جا چکی ہے اور قرآن کریم بھی الٓمٓ کے ذریعہ سے دو سو اکہتر سال کا عرصہ اس زمانہ کو قرار دیتا ہے اس کے ساتھ ہزار سال تک دین کے آسمان پر چڑھنے کے عرصہ کو ملایا جائے تو یہ ۱۲۷۱ ہوتا ہے۔ گویا دنیا سے اسلام کی روح کے غائب ہو جانے کا زمانہ قرآن کریم کے رو سے ۱۲۷۱ سال ہے یا تیرھویں صدی کا آخر جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ضرور ایک ہادی اور راہنما آیا کرتا ہے تاکہ دنیا ہمیشہ کے لئے شیطان کے قبضہ میں نہ چلی جائے اور خدا تعالیٰ کی حکومت ابدی طور پر دنیا سے مٹ نہ جائے۔ پس ضروری تھا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی شخص آتا وہ کوئی ہوتا مگر آنا ضرور تھا۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ آدمؑ کے اتباع میں جب کبھی خرابی پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے ان کی خبر لی۔ ابراہیمؑ کے اتباع میں جب کبھی خرابی پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے ان کی خبر لی۔ موسیٰؑ کے اتباع میں جب کبھی خرابی پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے ان کی خبر لی۔ عیسیٰؑ کے اتباع میں جب کبھی خرابی پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے ان کی خبر لی۔ لیکن سید الانبیاء حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں خرابی پیدا ہو تو خدا تعالیٰ اس کی خبر نہ لے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق تو یہ بھی پیشگوئی تھی کہ چھوٹے چھوٹے مفاسد کو دور کرنے کے لئے آپ کی امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث ہوا کرے گا۔ کیا کوئی عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے مفاسد کو دور کرنے کے لئے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد ظاہر ہوتے رہیں جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱) لیکن اس عظیم الشان فتنہ کے موقعہ پر جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب سے دنیا میں انبیاء آنے لگے ہیں وہ اس فتنہ کی خبر دیتے چلے آئے ہیں کوئی مامور نہ آئے، کوئی ہادی نہ آئے کوئی راہنما نہ آئے، مسلمانوں کو دین حقہ پر جمع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آواز بلند نہ کی جائے، مسلمانوں کو تاریکی اور ظلمت کے گڑھے میں سے نکالنے کے لئے آسمان سے کوئی رسی نہ گرائی جائے۔ وہ خدا جو ابتدائے عالم سے اپنے رحم اور کرم کے نمونے دکھاتا چلا آیا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس کے رحم اور کرم کے دریا میں مزید جوش پیدا ہو گیا ہے یا یہ کہ اس کا رحم اور کرم مٹ گئے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ پہلے بھی رحیم تھا تو ہونا تو یہ چاہیئے کہ اس کو پہلے سے زیادہ رحیم ہونا چاہیئے تھا۔ اگر خدا تعالیٰ کبھی بھی کریم تھا تو اُمتِ محمدیہ کے لئے اس کو پہلے سے زیادہ کریم ہونا چاہیئے اور یقیناً وہ ایسا ہی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث اس پر شاہد ہیں کہ امتِ محمدیہ میں جب کبھی خرابی پیدا ہوگی خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ہادی اور راہنما بھجواتا رہے گا خصوصاً اس آخری زمانہ میں جبکہ دجال کا فتنہ ظاہر ہوگا، عیسائیت غالب آ جائے گی اور اسلام ظاہری طور پر مغلوب ہو جائیگا اور مسلمان دین کو چھوڑ بیٹھیں گے اور دوسری اقوام کے رسم و رواج کو اختیار کریں گے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کامل مظہر ظاہر ہوگا اور اس زمانہ کی اصلاح کرے گا جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنی اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کی صرف تحریر رہ جائے گی اسلام کا مغز کہیں نظر نہ آئے گا اور قرآن کے معنے کسی پر روشن نہ ہوں گے۔

پس اے عزیزو! سلسلہ احمدیہ کا قیام اسی سنتِ قدیمہ کے ماتحت ہوا ہے اور انہی پیشگوئیوں کے مطابق ہوا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ سے پہلے انبیاء نے اس زمانہ کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ اگر مرزا صاحب کا انتخاب اس کام کے لئے مناسب نہ تھا تو یہ خدا تعالیٰ پر الزام ہے مرزا صاحب کا اس میں کیا قصور ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اور کوئی راز اس سے پوشیدہ نہیں اور اس کے تمام کام حکمتوں سے پر ہوتے ہیں تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب ہی صحیح انتخاب تھا۔ اور انہی کے ماننے میں مسلمانوں اور دنیا کی بہتری ہے۔ آپ کوئی نیا پیغام دنیا کے لئے نہیں لائے مگر وہی پیغام جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سنایا تھا مگر دنیا اسے بھول گئی۔ وہی پیغام جو قرآن کریم نے پیش کیا تھا مگر دنیا نے اس کی طرف سے منہ موڑ لیا اور وہ یہی پیغام ہے کہ تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے اس نے انسان کو اپنی محبت اور تعلق کے لئے پیدا کیا ہے اپنی صفات کو اس کے ذریعہ سے ظاہر کرنے کے لئے اسے بنایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (سورہ بقرہ) پس آدم اور اس کی نسل خدا تعالیٰ کی خلیفہ یعنی اس کی نمائندہ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے پس تمام بنی نوع انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق بنائیں اور جس طرح ایک نمائندہ اپنے حاکم کا نمونہ پیش

اپنے موکل کی طرف بار بار متوجہ ہوتا ہے اور
اور ایک غلام ہر نیا قدم اٹھانے سے پہلے
اپنے آقا کی طرف دیکھتا ہے۔ اسی طرح انسان کا
بھی فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق
پیدا کرے کہ خدا تعالیٰ اس کی ہر دم اور
ہر کام میں راہنمائی کرے اور تمام چیزوں سے
زیادہ اس کا محبوب ہو اور تمام باتوں میں وہ
اس پر توکل کرنے والا ہو۔ اور اسی فرض کو
پورا کروانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
دنیا میں آئے۔ ان کا یہ کام تھا کہ وہ دنیا دار
لوگوں کو دیندار بنائیں۔ اسلام کی حکومت
دلوں پر قائم کریں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو پھر اپنے روحانی تخت پر بٹھائیں
جس تخت پر سے اتارنے کے لئے شیطانی
طاقتیں اندرونی اور بیرونی حملے کر رہی ہیں۔

اس غرض کو پورا کرنے کے لئے حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے
پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کو قشر کی بجائے مغز
کی طرف توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ
احکام کا ظاہر بھی نہایت اہم اور ضروری ہے
لیکن بغیر باطن کی طرف توجہ کرنے کے انسان
کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے ایک
جماعت قائم کی اور عہد بیعت میں یہ شرط مقرر
کی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ درحقیقت
یہی مرض تھی جو مسلمانوں کو گھن کی طرح کھا رہی
تھی باوجود اس کے کہ دنیا ان کے ہاتھوں سے
چھٹ چکی تھی پھر بھی دنیا کی طرف ہی ان کی توجہ
جاتی تھی۔ اسلام کی ترقی کے معنے ان کے
نزدیک بادشاہتوں کا حصول رہ گیا تھا اور
اسلام کی کامیابی کے معنے ان کے نزدیک
مسلمان کہلانے والوں کی تعلیم اور ان کی تجارت
کی ترقی تھی حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم دنیا میں اس لئے نہیں آئے تھے کہ
لوگ مسلمان کہلانے لگ جائیں بلکہ آپ لوگوں کو
حقیقی مسلمان بنانے آئے تھے جس کی تعریف
قرآن کریم نے یہ فرمائی ہے کہ مَنْ اَسْلَمَ
وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وہ اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ
کے لئے وقف کر دے اور اپنی دنیوی حاجات
کو دینی حاجات کے تابع کر دے۔ بظاہر یہ ایک
معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً اسلام
اور دیگر ادیان میں یہی فرق ہے۔ اسلام یہ
نہیں کہتا کہ تم [illegible] حاصل نہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ
تم تجارتیں نہ کرو، نہ یہ کہتا ہے کہ صنعت و حرفت
نہ کرو، نہ یہ کہتا ہے کہ تم اپنی حکومت کی مضبوطی کی
کوشش نہ کرو۔ وہ صرف انسان کے نقطۂ نگاہ کو
بدلتا ہے۔ دنیا میں تمام کاموں کے دو نقطۂ نگاہ
ہوتے ہیں۔ ایک قشر سے مغز حاصل کرنے کا
نقطۂ نگاہ ہوتا ہے اور ایک مغز سے قشر
حاصل کرنے کا نقطۂ نگاہ ہوتا ہے۔ جو شخص قشر سے
مغز حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے ضروری نہیں کہ وہ
اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے بلکہ اکثر وہ ناکام
رہتا ہے لیکن جو شخص مغز حاصل کرتا ہے اس کو
ساتھ ہی قشر بھی مل جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کی تمام جدوجہد دین
کے لئے تھی لیکن یہ نہیں کہ وہ دنیوی نعمتوں سے
محروم ہو گئے ہوں۔ یہ تو ایک طبعی امر ہے جن
لوگوں کو دین ملے گا دنیا لونڈی کی طرح ان کے
پیچھے دوڑتی آئے گی۔ لیکن دنیا کے ساتھ دین کا
ملنا ضروری نہیں۔ بسا اوقات وہ نہیں ملتا، بسا اوقات
رہا سہا دین بھی ہاتھوں سے جاتا رہتا ہے پس
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انبیاء کے طریق
پر چلتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حکم سے دین پر زور
دینا شروع کیا۔ جس وقت آپ ظاہر ہوئے مسلمانوں
میں دو قسم کی تحریکیں جاری تھیں۔ ایک تحریک یہ
تھی کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں اس لئے انہیں
دنیوی طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے
دوسری تحریک آپ نے چلائی کہ ہم کو دین
کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اس کا لازمی نتیجہ یہ
ہوگا کہ دنیا اللہ تعالیٰ ہمیں خود بخود دے گا۔

بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ
آپ کی تحریک بھی ویسی ہی ہے جیسے آجکل
کے صوفیاء وغیرہ کی تحریک ہوتی ہے کہ وہ
ظاہری طور پر نماز روزہ پر زور دیتے رہتے
ہیں اور اچھے بھلے آدمیوں کو خلوت میں
بٹھا کر پردہ نشین عورتوں کی طرح بنا دیتے
ہیں۔ اگر آپ ایسا کرتے تو یقیناً آپ
بھی مغز کے نام سے ایک قشر کے حصول
کی تحریک کرتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں
کیا آپ نے جہاں دینی احکام پر زور
دیا وہاں اس بات پر بھی زور دیا کہ
دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اس لئے آیا کرتا ہے کہ وہ
انسان کے ذہن کو جلا بخشے اور اس
کے دماغ کو منور کرے اور اس
کی عقل کو تیز کرے۔ آپ نے کہا
جو شخص سچے طور پر دین پر عمل کرتا
ہے اور بناوٹ سے کام نہیں
لیتا، دین اس کے اندر اخلاق فاضلہ
پیدا کرتا ہے۔ دین اس کے اندر قوت
عملیہ پیدا کرتا ہے اور دین اس کے
اندر ایثار اور قربانی کا مادہ پیدا کرتا ہے
آپ نے فرمایا تم دین کو اختیار کرو، تم نمازیں
پڑھو، تم روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو لیکن وہ
نمازیں پڑھو جو قرآن نے بتائی ہیں اور
وہ روزے رکھو جو قرآن نے بتائے ہیں،
اور وہ حج کرو جو قرآن نے بتایا ہے
اور وہ زکوٰۃ دو جو قرآن نے بتائی ہے۔ قرآن
کریم تم سے اٹھک بیٹھک کا مطالبہ نہیں کرتا۔
نہ وہ تم سے بھوکے رہنے کا مطالبہ کرتا ہے،
نہ اپنا ملک بے فائدہ چھوڑنے کا مطالبہ کرتا ہے
نہ اپنا مال گنوانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ قرآن کریم
تو نماز کے متعلق یہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلوٰۃَ
تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ نماز تم سے فحشاء
اور منکر کو ترک کروا دیتی ہے۔ پس اگر وہ نتیجہ
نہیں نکلتا جو نماز کا قرآن کریم نے بتایا ہے تو
تمہاری نماز نماز نہیں ہے اور روزے کے متعلق
قرآن کریم فرماتا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ
روزہ اسلئے مقرر کیا گیا ہے تا تمہارے اندر
تقویٰ اور اخلاقِ فاضلہ پیدا ہوں۔ پس اگر تم
روزے رکھتے ہو اور یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا تو
معلوم ہوا کہ تمہاری نیت درست نہیں اور تم روزہ
نہیں رکھتے بلکہ تم اپنے آپ کو بھوکا رکھتے ہو
اور خدا تعالیٰ کو تمہارا بھوکا رکھنا تو مطلوب نہیں
اور حج کے لئے فرماتا ہے کہ یہ بغاوت کے خیالات
کو روکنے اور باہمی جھگڑوں کو دور کرنے کا ذریعہ
ہے۔ پس حج رفث اور فسق اور جدال کو روکنے
کے لئے ہے اور زکوٰۃ کے لئے فرماتا ہے
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا زکوٰۃ تزکیہ فرد و قوم اور تطہیر
قلب و افکار کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ پس
جب تک یہ نتائج پیدا نہ ہوں تمہارا حج اور تمہاری
زکوٰۃ صرف دکھاوے کے ہیں۔ پس تم نماز پڑھو،
روزہ رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو۔ مگر تمہاری نماز اور
روزے اور حج کو میں تب تسلیم کروں گا۔ جب
ان کا نتیجہ نکلے اور تم فحشاء و منکر سے بچو اور
تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو اور رفث اور فسوق
اور جدال سے کلی طور پر دور ہو جاؤ اور تزکیۂ
فرد و قوم اور تطہیر قلب و افکار تم کو حاصل ہو
لیکن جس شخص کے اندر یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوگا
میں اسے اپنی جماعت میں نہیں سمجھوں گا۔ کیونکہ
اس نے قشر کو اختیار کیا مغز کو اختیار نہیں
کیا جو خدا تعالیٰ کا مقصود تھا اسی طرح تمام
باقی عبادات کے متعلق آپ نے مغز پر زور
دیا اور فرمایا کہ اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں جو
حکمت کے بغیر ہو۔ خدا تعالیٰ آنکھوں کو نظر
نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ دل کو نظر آتا ہے۔ خدا
تعالیٰ کو ہاتھوں سے نہیں چھوا جاتا، خدا تعالیٰ
کو محبت سے چھوا جاتا ہے۔ پس مذہب کی یہ
غرض نہیں کہ وہ صرف آنکھ اور ہاتھ پر حکومت
کرے۔ بلکہ جب کبھی وہ آنکھ اور ہاتھ پر حکومت
کرتا ہے تو وہ دل اور جذبات کو صاف کرنے کے
لئے حکومت کرتا ہے۔ تاکہ وہ قوتیں انسان
کے اندر پیدا ہوں جن سے وہ خدا تعالیٰ کو
دیکھ سکے اور جن سے وہ خدا تعالیٰ کو چھو سکے
اور وہ قوتیں پیدا ہوں کہ جن سے وہ خدا تعالیٰ
کی آواز کو سن سکے۔ غرض ان باتوں پر زور دے
کر آپ نے ایک نیا رستہ اسلام کی ترقی کیلئے
کھول دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ گو ایک چھوٹی سی جماعت
پیدا ہوئی مگر ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی۔ جس نے
دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور اسلام کی روحانی ترقی اور
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی
بادشاہت کے قیام کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنی
شروع کر دی آپ لوگ سوچیں تو سہی کہ کہاں
احمدیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اور کہاں تمام
مسلمانوں کا عظیم الشان گروہ لیکن اسلام کی اشاعت
اور اس کی ترقی کے لئے جو کچھ احمدیہ جماعت کر رہی
ہے کیا باقی مسلمان جو ان سے ہزاروں گنا زیادہ
ہیں ان سے نصف یا ربع کا حصہ بھی کر رہے
ہیں؟ آخر یہ تبدیلی کیوں ہوئی؟ اسی سے کہ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیوں پر
زور دیا تھا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ یہ حقیقت
احمدیوں پر کھل گئی تو ان کے اعمال ایک نئی قسم
کے اعمال ہو گئے۔ ایک سچے احمدی کی نماز وہ نماز
نہیں۔ جیسی ایک عام مسلمان نماز پڑھتا ہے شکل
وہی ہے۔ کلمات وہی ہیں لیکن مغز اور ہے۔ احمدی
نماز کو نماز کی خاطر پڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے
ساتھ تعلقات بڑھانے کے لئے پڑھتا ہے
شاید کوئی کہے کہ کیا باقی لوگ خدا تعالیٰ کے
ساتھ اپنا تعلق بڑھانے کے لئے نماز نہیں پڑھتے؟
میرا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ اگر آپ غور کریں
تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس وقت مسلمانوں میں
بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ
کے ساتھ براہ راست تعلق پیدا ہو ہی نہیں سکتا
مسلمانوں کو عام طور پر یہ غلطی لگ رہی ہے
کہ نہ خدا تعالیٰ آج بندوں سے بولتا ہے۔
اور نہ بندے خدا تعالیٰ سے کوئی بات منوا
سکتے ہیں۔ ایک صدی سے زیادہ عرصہ گذرا
کہ الہام الٰہی کے نزول سے مسلمان منکر ہو چکے
ہیں بے شک اس سے پہلے مسلمانوں میں
وہ لوگ موجود تھے جو کلام الٰہی کے نازل ہوتے
رہنے کے قائل تھے۔ قائل ہی نہیں وہ اسبات
کے بھی مدعی تھے کہ خدا تعالیٰ ان سے باتیں
کرتا ہے۔ لیکن ایک صدی سے مسلمانوں پر یہ
آفت نازل ہوئی ہے کہ کلی طور پر کلام الٰہی کے
جاری رہنے سے منکر ہو گئے۔ بلکہ بعض علماء
نے تو اس حقیقت کے اظہار کو کفر قرار دیدیا۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر دنیا
کے سامنے یہ دعوےٰ پیش کیا کہ مجھ سے
خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے اور مجھ سے ہی نہیں
بلکہ جو شخص میری اتباع کرے گا اور میرے
نقشِ قدم پر چلے گا اور میری تعلیم کو مانے گا
اور میری ہدایت کو قبول کریگا خدا تعالیٰ

اس سے بھی باتیں کرے گا۔ آپ نے متواتر خدائی کلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور اپنے ماننے والوں میں تحریک پیدا کی کہ تم بھی خدا تعالیٰ کے ان انعامات کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ آپ نے فرمایا مسلمان پانچ وقت خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ اے خدا تو ہمیں سیدھا رستہ دکھا ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام نازل کئے تھے یعنی سابق انبیاء کرام پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کی یہ دعا ہمیشہ ہمیش کے لئے رائگاں جاتی اور خدا تعالیٰ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے بھی وہ رستہ نہ کھولتا جو پہلے نبیوں کے لئے کھولا گیا تھا اور کسی شخص سے بھی اس طرح کلام نہ کرتا جس طرح پہلے نبیوں سے کلام کرتا تھا۔ اس طرح آپ نے اس جمود کو کلی طور پر دور کر دیا جو مسلمانوں کے دلوں پر طاری تھا میں نہیں کہتا کہ ہر احمدی مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں۔ کہ ہر وہ احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کو پوری طرح سمجھ گیا وہ نماز کو اس طرح نہیں پڑھتا کہ گویا وہ ایک فرض ادا کر رہا ہے وہ نماز کو اس طرح پڑھتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ سے کچھ لینے گیا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے ایک نیا تعلق پیدا کرنے کے لئے گیا ہے اور اس ارادہ کے ساتھ جو شخص نماز پڑھیگا سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اسکی نماز اور دوسرے لوگوں کی نماز یکساں نہیں ہو سکتی آپ نے خدا تعالیٰ کے تعلق پر اس حد تک زور دیا کہ فرمایا میرے دعویٰ کے ماننے کے لئے خدا تعالیٰ نے بہت سے دلائل دئے ہیں۔ مگر میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم ان دلائل کو سوچو اور ان پر غور کرو اگر تم ان دلائل پر سوچنے اور غور کرنے کا موقع نہیں پاتے یا اسکی ضرورت نہیں سمجھتے یا یہ خیال کرتے ہو کہ شاید ہماری عقل ان باتوں کے متعلق فیصلہ کرنے میں کوئی غلطی کر جائے تو میں تمہیں اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے میرے متعلق دعا کرو اور خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہو کہ اگر یہ سچا ہے تو ہماری رہنمائی فرما اور اگر یہ جھوٹا ہے تو ہمیں اس سے دور رکھ اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص سچے دل سے اور بغیر تعصب کے کچھ دن اس قسم کی دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے ہدایت کا رستہ کھول دے گا اور میری صداقت اس پر روشن کر دے گا سینکڑوں اور ہزاروں آدمی ہیں جنہوں نے اس طرح کوشش کی اور خدا تعالیٰ سے روشنی پائی یہ کتنی بڑی روشن دلیل ہے۔ انسان اپنی عقل میں غلطی کر سکتا ہے لیکن خدا تو اپنی راہنمائی میں غلطی نہیں کر سکتا اور کیا یقین ہے اپنی سچائی پر اس شخص کو جو اپنی صداقت کے پہچاننے کے لئے اس قسم کا طریق فیصلہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ کیا کوئی جھوٹا یہ کہہ سکتا ہے کہ جاؤ اور خدا سے میرے متعلق پوچھو کیا کوئی جھوٹا شخص یہ خیال کر سکتا ہے کہ اس قسم کا فیصلہ میرے حق میں صادر ہوگا؟ جو شخص خدا کی طرف سے نہیں لیکن اس قسم کے طریق فیصلہ کو تسلیم کرتا ہے وہ تو گویا اپنے خلاف خود ہی ڈگری دے دیتا ہے اور اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ ہی دنیا کے سامنے یہ بات پیش کی کہ میں اپنے ساتھ ہزاروں دلائل رکھتا ہوں لیکن میں کہتا ہوں اگر تمہاری ان دلائل سے تسلی نہیں ہوتی تو نہ میری سنو اور نہ میرے مخالفوں کی سنو خدا تعالیٰ کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ آیا میں سچا ہوں یا جھوٹا ہوں اگر خدا تعالیٰ کہہ دے کہ میں جھوٹا ہوں تو بے شک جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا تعالیٰ یہ کہے کہ میں سچا ہوں تو پھر تمہیں میری سچائی کو قبول کرنے سے کیا انکار ہے

اے عزیزو! یہ کتنا سیدھا اور سہل استصوابی کا طریق فیصلہ تھا۔ ہزاروں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور تمام وہ لوگ جو اس طریق فیصلہ کو اب بھی قبول کریں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس طریق فیصلہ میں درحقیقت یہی حکمت کارفرما تھی کہ آپ سمجھتے تھے دین دنیا پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے خدا تعالیٰ نے مادی چیزوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں دی ہیں۔ مادی چیزوں کے سمجھنے کے لئے عقل بخشی ہے اور مادی اشیاء کو دکھانے کے لئے اس نے دنیا میں سورج پیدا کیا ہے اور ستارے پیدا کئے ہیں پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ روحانی ہدایتوں کے دکھانے کے لئے اس نے کوئی رستہ تجویز نہ کیا ہو۔ یقیناً جب کبھی بھی کوئی شخص اس سے روحانی چیزوں کے دیکھنے کی خواہش کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے رستہ کھول دیتا ہے وہ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جو لوگ بھی ہمارے ملنے کی خواہش رکھتے ہوئے جدوجہد سے کام لیتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنا رستہ دکھا دیتے ہیں

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا طریق اپنی جماعت کے لئے بھی کھولا اور اپنے منکروں کے سامنے بھی اس طریق کو پیش کیا ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ وہ اب بھی کارخانہ عالم چلا رہا ہے دنیا کا بھی اور دین کا بھی

ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس سے تعلق پیدا کرے اور اس کے قریب ہوتا چلا جائے۔ اور وہ شخص جس پر ہدایت ظاہر نہیں ہوئی اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہی روشنی چاہے اور اسی کی مدد سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ پس اصل کام اور اصل پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی تھا کہ وہ دنیا کی اصلاح کریں اور بنی نوع انسان کو پھر خدا تعالیٰ کی طرف لے جائیں۔ اور جو لوگ خدا تعالیٰ سے ملنے سے مایوس ہیں ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ملاقات کا یقین پیدا کریں اور اس قسم کی زندگی سے لوگوں کو روشناس کریں جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء کے زمانہ میں لوگوں کو نصیب تھی۔

اے عزیزو! پرانی کتابیں پڑھ کر دیکھو پھر خود اپنے اسلاف کی تاریخ دیکھو کیا ان لوگوں کی زندگیاں مادی تھیں۔ کیا ان کے کام صرف مادی تدابیر سے چلتے تھے؟ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی محبت کے حاصل کرنے کے لئے رات دن تڑپتے تھے اور ان میں سے کامیاب لوگ خدا تعالیٰ کے معجزات اور نشانات سے حصہ پاتے تھے اور یہی وہ زندگی تھی جو ان کو دوسری قوموں کے لوگوں سے ممتاز کرتی تھی لیکن آج وہ کونسا امتیاز ہے جو مسلمانوں کو ہندوؤں اور عیسائیوں اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں حاصل ہے؟ اگر ایسا کوئی امتیاز نہیں تو پھر اسلام کی ضرورت کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک امتیاز ہے لیکن مسلمانوں نے اسے بھلا دیا اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اسلام میں ہمیشہ کیلئے خدا تعالیٰ کا کلام جاری ہے اور ہمیشہ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے یہی تو معنے ہیں۔ آپؐ کے فیضان کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ ہم ایف۔اے یا بی۔اے کا امتحان پاس کر لیں کیا ایک عیسائی بی۔اے یا ایم۔اے نہیں ہوتا۔ آپ کے فیضان کے یہ معنے تو نہیں ہیں کہ ہم نے کوئی بڑا کارخانہ چلا لیا ہے کیا عیسائی ہندو اور سکھ ایسے کارخانے نہیں چلاتے۔ آپؐ کے فیضان کے یہ معنے تو نہیں کہ کوئی بڑی تجارتی کوٹھی ہم نے کھول لی اور دور دراز ملکوں میں ہم نے تجارتی کاروبار جاری کر دیا ہے یہ بھی سب ہندو اور عیسائی اور یہودی کر رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے یہی معنے ہیں کہ آپ کے طفیل انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق ہو جائے انسان کا دل خدا تعالیٰ کو دیکھے اور اس کی روح کا اس سے اتحاد ہو جائے وہ اس کا شیریں کلام سنے اور خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات اور آیات اس کیلئے ظاہر ہوں۔ یہ وہ چیز ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے بغیر کسی شخص کو دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اور یہی وہ چیز ہے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع دوسری قوموں سے ممتاز ہیں۔

پس اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ اور یہی چیز اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش کی کہ خدا تعالیٰ نے یہ کھویا ہوا موتی مجھے دیا ہے اور یہ ضائع شدہ متاع مجھے بخشی ہے اور یہ سب کچھ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کی اتباع سے ملا ہے اور اس مقام پر آپ ہی کے فیضان نے مجھے پہنچایا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے لیکن وہ سب جزوی حیثیت رکھتے ہیں گو بہت اہم اور عظیم الشان ہیں لیکن اصل کام یہی تھا کہ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور مادیت پر روحانیت کو غالب کرنے کی مہم شروع کی اور یقیناً اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ اسی رستہ سے ہوگا۔ ہم توپوں اور بندوقوں سے اپنے ملکوں کا دفاع بھی کریں گے ہم بعض دشمنوں پر ان ذرائع سے غالب بھی آئینگے لیکن ساری دنیا پر اسلام کو جو غلبہ حاصل ہوگا وہ اسی روحانی طریقہ سے حاصل ہوگا۔ جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے جب مسلمان مسلمان ہو جائے گا جب وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے لگ جائے گا۔ جب وہ روحانی اشیاء کو مادی اشیاء پر فوقیت دینے لگیگا تو وہ عیاشانہ زندگی جو اس وقت مغربی اقوام کی وجہ سے ہمارے ملک میں رائج ہو رہی ہے آپ ہی آپ مٹ جائے گی اور انسان کسی کے کہنے کی وجہ سے نہیں بلکہ خود اپنے نفس کی خواہش کے ماتحت لغویات کو چھوڑ دیگا۔ اور سنجیدہ زندگی بسر کرنے لگ جائیگا۔ اور اس کی زبان میں تاثیر پیدا ہو جائیگی اور اس کا ہمسایہ اس کے رنگ کو اختیار کرنے لگیگا۔ اور عیسائی اور ہندو اور دوسرے ادیان کے لوگ بھی اسی طرح جس طرح کہ مکہ کے لوگوں نے کہا تھا۔ یہ کہنا شروع کر دینگے کہ لو کانوا مسلمین کاش وہ مسلمان ہوتے اور پھر ہوتے ہوتے یہ قول ان کا مکہ کے لوگوں کی طرح عمل میں بدل جائے گا اور وہ مسلمان ہو جائینگے کیونکہ کوئی شخص زیادہ دیر تک اچھی بات سے دور نہیں رہ سکتا۔ پہلے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر لالچ آتی ہے پھر کشش پیدا ہوتی ہے اور آخر انسان کھچا کھچا اس چیز کی طرف آ ہی جاتا ہے یہی اب ہوگا پہلے اسلام مسلمانوں کے دلوں میں داخل ہوگا پھر وہ ان کے جسموں پر جاری ہو جائیگا۔ پھر غیر مسلم لوگ خود بخود ایسے کامل مسلمانوں کی نقل کرنے پر آمادہ ہوتے جائینگے اور دنیا مسلمانوں سے بھر جائیگی اور اسلام سے معمور ہو جائیگی۔

اے عزیزو! اس چھوٹے سے مضمون میں میں تفصیلی دلائل بیان نہیں کر سکتا۔ اور احمدیت کے پیغام کی تمام جزئیات کو آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔ میں نے اجمالی طور پر احمدیت کی غرض اور اس کا مقصد آپ لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

دُنیا کے کناروں تک تبلیغ احمدیت

مشرقی افریقہ میں ہماری کامیاب تبلیغی سرگرمیاں

رپورٹ احمدیہ دار التبلیغ مشرقی افریقہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء

(از مکرم مولوی نور الحق صاحب واقف زندگی)

درخواست دعا

بفضل خدا مشرقی افریقہ میں سات مقامات پر احمدیہ مسلم مشن قائم ہیں اور مجاہدین فرائض اشاعت اسلام و اعلائے کلمۃ اللہ بجا لا رہے ہیں۔ ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء کی تبلیغی کارگذاری عرض کرنے سے پہلے میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام احباب جماعت کی خدمت میں مبلغین کے لئے درخواست دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مبلغین کو ان کی مساعی جمیلہ میں کامیاب و کامران فرمائے۔ اور ساری دنیا میں احمدیت کا بول بالا ہو۔ آمین۔ خصوصیت سے مکرم بھائی چوہدری عنایت اللہ صاحب مجاہد مشرقی افریقہ کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ چوہدری صاحب موصوف نہایت ہی جانفشانی و تندہی سے فرائض تبلیغ سر انجام دینے والے مبلغ ہیں۔ عرصہ سے ان کی صحت خراب چلی آرہی ہے۔ ڈاکٹروں کی تشخیص اعصابی کمزوری اور امراض تلی و جگر ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مخلص بھائی کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

درخواست دعا کے بعد ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء کی مختصراً تبلیغی رپورٹ عرض کرتا ہوں

دار التبلیغ ٹبورا (ٹانگانیکا)

عرصہ زیر رپورٹ میں اس دار التبلیغ میں تین مبلغین مولوی جلال الدین صاحب قمرؔ سید ولی اللہ شاہ صاحب اور معلم امری عبیدی صاحب کام کرتے رہے۔ اخویم قمر صاحب نے ان ایام میں ۹ مقامات کا دورہ کیا۔ سائیکل پر تقریباً ۹۰ میل کا سفر کر کے چوراسی افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ مولوی صاحب موصوف ٹبورا میں مصروف تبلیغ رہے۔ اور اتوار کے روز بازاروں میں اشتہارات کی تقسیم اور تبلیغ ہوتی رہی سو افراد داخل سلسلہ حقہ ہوئے۔ الحمد للہ

سید ولی اللہ شاہ صاحب نے چار مقامات کا دورہ کیا۔ بعض سفر قمر صاحب کی معیت میں کئے ستر سے زائد افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا اور لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک عیسائی معلم سے ۱/۲ ۱ گھنٹہ تک کامیاب گفتگو کی۔ جس کے اختتام پر حاضرین نے یکزبان ہو کر کہا کہ آج عیسائی معلم ہار گیا۔ شاہ صاحب اخویم قاری محمد یٰسین صاحب کی معیت میں انڈین جیل میں بھی گئے۔ اور وہاں قرآن کریم کا درس دیا اور حضرت مسیح موعود کی آمد کی خبر دی۔ دوسری دفعہ پھر اسیران جیل کو جا کر تبلیغ کی۔ انڈین کو بھی اور افریقن کو بھی۔ دو افریقن اسیر خدا کے فضل سے داخل سلسلہ ہوئے۔ الحمد للہ۔

معلم امری عبیدی صاحب نے سات مقامات کا دورہ کیا۔ چھ سفروں میں قمر صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ستر کے قریب افراد کو تبلیغ کی۔ گورنمنٹ افریقن اسکول ٹبورا میں پانچ دفعہ کلاس لی۔ اور طلبہ کو نماز و احمدیت کے اسباق دیئے۔ معلم موصوف ان ایام میں انڈین و افریقن جیل میں بھی گئے۔ اور افریقن انڈین عرب اور سومالی قیدیوں کو تبلیغ کی۔

دیگر مساعی

ہر سہ مبلغین افریقن معلمین کی تعلیم و تربیت میں بھی مصروف رہے۔ یہ معلمین ٹبورا میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اور ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مختلف مقامات پر فرائض تبلیغ سر انجام دیں گے۔ مبلغین حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ بھی کرتے رہے۔ قمر صاحب اور شاہ صاحب صبح و شام مسجد میں درس بھی دیتے رہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات پر لیکچر

قائد اعظم کی وفات کی خبر مشرقی افریقہ کے مسلمانوں نے نہایت افسوس کے ساتھ سنی۔ اور ملک کے اطراف و جوانب میں تعزیتی جلسے منعقد کئے۔ جن میں احمدی مبلغین نے خاص طور پر تقریریں کیں۔ ٹبورا میں اس غرض کے لئے جو جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس میں ہمارے تینوں مبلغین قمر صاحب سید ولی اللہ شاہ صاحب اور معلم امری عبیدی نے تقریریں کیں۔

دار التبلیغ ٹانگا (ٹانگانیکا)

اس مشن کے انچارج اخویم حکیم محمد ابراہیم صاحب مولوی فاضل ہیں۔ حکیم صاحب نے ایام زیر رپورٹ میں ایک سو سے زائد افراد کو پیغام احمدیت پہنچایا۔ بعض کو لٹریچر دیا۔ دو سفر اخویم مختار احمد صاحب ایاز کی معیت میں کئے۔ اور عربوں کو خاص طور پر تبلیغ کی۔ اور لٹریچر دیا۔ ٹانگا کی افریقن آبادی میں بھی تبلیغ کی گئی۔ مقامی شیخ نے بعض طلباء سے سوالات و جوابات ہوئے۔ اس موقعہ پر ایک عرب سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ جو پون گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس طرح بیس کے قریب لوگوں کو وفات مسیح اور ختم نبوت جیسے اہم مسائل پر تفصیلی گفتگو سننے کا موقعہ ملا۔ حکیم صاحب موصوف بعض معززین کو ملاقات کے ذریعہ تبلیغ کرتے رہے جن میں سٹیشن ماسٹر کے منیجر۔ چیف اور معلم شامل ہیں۔ حکیم صاحب ایام زیر رپورٹ میں سنگانی بھی گئے۔ جو عربوں کی بڑی بندرگاہ ہے۔ وہاں ایک رئیس کے ہاں قیام رہا وہاں ایک معزز عرب کو جو زنجبار کونسل کے ممبر ہیں تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ صاحب چونکہ لنڈن کانفرنس میں شمولیت کے لئے جا رہے تھے۔ حکیم صاحب نے انہیں احمدیہ مشن لنڈن اور یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے احمدی مبلغین کی جد و جہد سے خاص طور پر آگاہ کیا۔ اور امام صاحب مسجد لنڈن کے نام ان کو خط دیا۔ تاکہ وہ وہاں خود جا کر حالات معلوم کر سکیں۔ حکیم صاحب علم ادیان کے علاوہ چونکہ علم الابدان میں دسترس رکھتے ہیں۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ انہوں نے بیماروں کو دوا دینے کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ اور ایک درجن کے قریب مریضوں کو دیکھا۔ حکیم صاحب لٹریچر کی تقسیم اور فروخت بھی کرتے رہے۔ اور ٹانگا میں قرآن کریم اور حدیث کا درس بھی دیتے رہے

مسٹر جناح کی وفات پر ٹانگا میں مسلمانوں کی طرف سے جو جلسہ عام کیا گیا۔ حکیم صاحب تو وہاں موجود نہ تھے۔ محترم مختار احمد صاحب ایاز پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ٹانگانیکا نے اس میں پون گھنٹہ لیکچر دیا۔ جو نہایت مؤثر رہا۔

دار التبلیغ لنڈی (ٹانگانیکا)

اس مشن میں مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر کام کر رہے ہیں۔ ایام زیر رپورٹ میں مولوی صاحب انفرادی طور پر انڈین و افریقن لوگوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ خاص طور پر اثنا عشریہ (شیعہ) لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر دی اور انہیں بتایا کہ تم خاندان سادات سے امام کا انتظار کر رہے ہو۔ تو سنو! سلمان منا۔ اہل البیت کی اولاد سے ہمارے آقا حضرت احمد علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے سادات میں شادی کی۔ اس میں سے سید ناصر محمود ایدہ اللہ الودود پیدا ہوئے جو مصلح موعود ہیں۔ اب اور کیا چاہتے ہو۔ اس کے علاوہ مولوی صاحب تین افریقن نوجوانوں کو تعلیم دیتے رہے۔ قرآن شریف باترجمہ مسائل الصلوٰۃ و الصوم۔ جنازہ کے مسائل وغیرہ سکھلائے کشتی نوح کا درس بھی دیا گیا

لیکچر

قائد اعظم مسٹر جناح کی وفات پر اردو اور عربی میں دو تقریریں کیں۔ جن میں اتفاق اور اتحاد و عمل پر زور دیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ لیکچر نہایت کامیاب رہے۔

دار التبلیغ کسمو (کینیا)

ایام زیر رپورٹ میں اس مشن میں چوہدری عنایت اللہ صاحب اور مولوی محمد منور صاحب کام کرتے تھے۔ ماہ ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں چوہدری عنایت اللہ صاحب خرابی صحت کے پیش نظر مولوی محمد منور صاحب کو چارج دیکر نیروبی تشریف لے گئے۔ جن کے بعد مولوی محمد منور صاحب اکیلے ہی فرائض تبلیغ سر انجام دیتے رہے۔

یہ مشن خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہی کامیاب ہے۔ ایام زیر رپورٹ میں بفضل خدا یہاں نو افراد چوہدری عنایت اللہ صاحب کے ذریعہ داخل سلسلہ ہوئے۔ الحمد للہ۔ اللّٰھم زد فزد۔ ماہ ستمبر میں خاکسار کو بھی چند دن کے لئے یہاں آنے کا موقعہ ملا خدا کے فضل سے ہماری یہاں دو مسجدیں ہیں۔ اور متعدد افریقن مبلغین کام کر رہے ہیں۔ آب و ہوا کی خرابی کے باعث مبلغین کو تکلیف بھی اٹھانا پڑتی ہے۔ مگر وہ شب و روز مصروف تبلیغ نظر آتے ہیں۔ اپنا کھانا بھی بسا اوقات خود ہی انہیں پکانا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو برکت دے۔ اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

ایام زیر رپورٹ میں اخویم مولوی محمد منور صاحب نے ایک ضروری کام کے لئے نیروبی تک کا سفر کیا۔ اور اس دوران سفر میں چودہ افراد کو تبلیغ کی۔ اسی طرح واپسی پر گاڑی میں تین افراد کو تبلیغ کی اور متعدد ٹریکٹ تقسیم کئے۔

کسمو میں بھی مولوی صاحب مصروف تبلیغ رہے۔ افریقن عیسائیوں کی کلب میں جا کر ایک تبلیغی لیکچر دیا۔ جس میں پچیس سے زائد سیاہی شامل ہوئے۔ NOMIA مشن کے پادری کو تبلیغ کی۔

چوہدری عنایت اللہ صاحب نے ان ایام میں انفرادی طور پر متعدد اشخاص کو تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ تقسیم کئے۔ سائیکل اور لاری کے ذریعہ سفر کر کے تین مقامات کا دورہ کیا۔ ان کے ذریعہ خدا کے فضل سے دس افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ الحمد للہ۔

دار التبلیغ نیروبی (کینیا)

نیروبی میں مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل کام کر رہے ہیں۔ ماہ زیر رپورٹ میں مکرم جناب شیخ مبارک احمد صاحب امیر جماعت ہائے مشرقی افریقہ بھی نیروبی میں ہی رہے۔ جماعت نے ان کی موجودگی سے پورا فائدہ اٹھایا۔ محترم امیر صاحب کے کئی کامیاب لیکچر ہوئے۔ بعض اہم ملاقاتیں کیں۔ اور دوسرے ضروری امور سر انجام دیئے۔ جن کا مختصر تذکرہ سطور ذیل میں ہے۔

تقریریں

محترم امیر صاحب نے ۱۲ ستمبر کو قائد اعظم کی وفات پر ہزاروں مسلمانوں کے اجتماع عظیم میں قائد اعظم مرحوم اور پاکستان پر تقریر کی۔ اس موقعہ پر متعدد دوسری تقاریر بھی ہوئیں۔ لیکن بفضل خدا

محترم امیر صاحب کا لیکچر سب سے زیادہ کامیاب ہوا۔ شہر کے مسلم عوام و خواص نے متفقہ طور پر کہا کہ سب سے بہتر اور موقعہ کے مطابق امیر صاحب کی تقریر تھی۔ الحمد للہ

۲۔ اسی رات نیروبی براڈکاسٹنگ سٹیشن سے "قائد اعظم کی وفات اور مسلمانوں کے فرائض" پر امیر صاحب نے ایک تقریر نشر کی۔ یہ بھی بڑے اشتیاق سے سنی گئی۔

۳۔ لجنہ اماء اللہ نیروبی نے اس موقعہ پر تعزیتی جلسہ کیا۔ اس میں امیر صاحب نے تقریر کی۔ جو خواتین کو پاکستان اور قائد اعظم مرحوم کے حالات سے واقف کیا۔

۴۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کو احمدی و غیر احمدی خواتین کے جلسہ میں امیر صاحب نے تقریر کی۔ جس میں مسلم عورتوں کے فرائض اور اسلامی پردہ کی حقیقت پر امیر صاحب موصوف نے مفصل روشنی ڈالی

۵۔ ۲۶ ستمبر کو نیروبی PLAY HOUSE میں محترم امیر صاحب کا ایک کامیاب اردو لیکچر ہوا موضوع "فلسطین کا خاردار مسئلہ" تھا۔ اس جلسہ میں غیر احمدی اور ہندو معززین شامل ہوئے حاضرین کی تعداد چار سو کے قریب تھی۔ یہ تقریر اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی اور بفضلِ خدا نہایت مقبول ہوئی۔ غیر احمدیوں میں بالخصوص سلسلہ کا وقار و رعب قائم ہوا۔ الحمد للہ

مسلم گرلز سکول میں مسلم ویمنز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام امیر صاحب کی لمبی تقریر متعلقہ فلسطین جو صرف ۴۵ منٹ تک ریکارڈ کی جا سکی تھی سکول کے ہال میں RELAY کی گئی۔ جو احمدی و غیر احمدی خواتین نے سنی۔ بقیہ تقریر امیر صاحب نے اختصار کے ساتھ برعایت پردہ زبانی جا کر بیان کی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ غیر احمدی سکول میں احمدی مبلغ نے تقریر کی

محترم امیر صاحب نیروبی سے ۴۳ میل کے فاصلہ پر کگویو انڈی پینڈنٹ سکول میں تشریف لے گئے اور وہاں کے اساتذہ و طلبہ میں "اسلام اور اس کی تعلیم" پر سواحیلی زبان میں کامیاب لیکچر دیا۔ حاضری ۷۰۰ کے قریب تھی۔ یہ لیکچر بھی بفضل خدا نہایت درجہ مقبول ہوا۔

ملاقاتیں

محترم امیر صاحب نے ایام زیر رپورٹ میں قابل ذکر بیس افراد سے ملاقات کی۔ چار غیر احمدی نوجوانوں سے حقیقتِ اسلام۔ مقصد اسلام اور اس کا حصول اور جماعت احمدیہ کی اس بارے میں پوزیشن پر دو گھنٹہ کے قریب گفتگو کی۔ ایک افریقن لیڈر MR. Jomo Kenyatta B.G. سے بھی ملاقات کی۔ یہ صاحب "کینیا افریقن یونین" کے پریذیڈنٹ ہیں۔ اور ان کے ساتھ مل کر افریقنوں میں دو لیکچر دینے کا بندوبست کیا۔ جن میں سے ایک کگویو انڈی پینڈنٹ سکول میں ہوا۔ جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔

خطبات جمعہ

محترم امیر صاحب نے اس عرصہ میں نیروبی میں حسب ذیل مضامین پر خطبات جمعہ پڑھے۔

۱۔ خطبہ امیر المومنین حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی متعلقہ تبلیغ۔ ۲۔ خطبہ حضرت اقدس متعلقہ اسلامی تہذیب ۳۔ النظافۃ من الایمان ۴۔ احمدی لڑکیوں کے غیر احمدیوں سے رشتہ کے متعلق

تحریری کام

۱۔ ایام زیر رپورٹ میں محترم امیر صاحب نے کتاب "احمدیت یا حقیقی اسلام" کے ترجمہ کے چھبیس صفحات کی نظر ثانی اور تصحیح کی۔ اور بغرض ٹائپ بھجوا دیئے۔

۲۔ رسالہ سواحیلی ماہ ستمبر کے پروف دیکھے اور درست کئے۔

(۳) پچیس کے قریب خطوط لکھے

بعض دیگر امور۔ طباعت و اشاعت لٹریچر

ایام زیر رپورٹ میں رسالہ سواحیلی ۲۵۰۰ کی تعداد میں طبع کرایا گیا۔ اور مختلف مقامات پر اشاعت کے لئے ارسال کیا گیا۔ یہ ٹریکٹ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک مضمون کا سواحیلی ترجمہ ہے۔ جو حضور نے فلسطین کے متعلق رقم فرمایا تھا۔

۲۔ قائد اعظم مسٹر جناح کی وفات پر پاکستان گورنمنٹ کو محترم امیر صاحب نے جماعت کی طرف سے بذریعہ تار پیغام ہمدردی بھجوایا۔ جس کے جواب میں وزیر اعظم پاکستان نے شکریہ کا تار ارسال کیا۔

اخویم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل مبلغ انچارج نیروبی نے ایام زیر رپورٹ میں نیروبی سے بیس میل کے فاصلہ پر ایک یورپین فیکٹری کا معائنہ کیا۔ اور وہاں کے یورپین لوگوں سے ملاقات کر کے انہیں تبلیغ کی۔ دو دفعہ نیروبی کی افریقن آبادی میں جا کر انفرادی تبلیغ کی۔ بعض ذی اثر افریقنوں کے مکانات پر جا کر انہیں پیغام حق پہنچایا۔ دو سو کے قریب سواحیلی ٹریکٹ تقسیم کئے۔ مستورات اور بچوں کی تعلیمی کلاسز جاری ہیں۔ اور مولوی صاحب ان میں قرآن کریم با ترجمہ اور تفسیر ناظرہ قرآن پڑھاتے رہے۔ مردوں اور عورتوں میں تذکرہ اور قرآن کریم کا درس دیا گیا۔

دار التبلیغ اروشہ

یہاں اخویم مولوی عبد الکریم صاحب شرما مولوی فاضل اور میر ضیاء اللہ صاحب واقف زندگی (برائے تجارت) کام کر رہے ہیں۔ ایام زیر رپورٹ میں شرما صاحب نے دو دفعہ جیل میں جا کر تبلیغ کی آنحضرت صلعم کے سوانح بتائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل دیئے۔ قریباً ۴ قیدیوں نے باتیں سنیں۔ بعض افریقن کلرک اور مشن سکول کے طالب علم شرما صاحب کی قیام گاہ پر آتے رہے اور شرما صاحب انہیں تبلیغ کرتے رہے شرما صاحب نے افریقن گورنمنٹ سکول کے ہیڈ ماسٹر کو مل کر ان سے ایک پیریڈ لینے کا انتظام کیا۔ اس انتظام کے ماتحت کلاس بیٹھ...

اور ایک عیسائی افریقن ٹیچر کی ترجمانی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دیئے۔ اور نماز کے اسباق شروع کروا دیئے۔ ابتداء میں تیس کے قریب لڑکے آنے شروع ہوئے۔ لیکن مسلمانوں کے در علانیہ پر اس میں کمی واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے۔

شرما صاحب نے ان ایام میں ڈی سی اروشہ سے ملاقات بھی کی۔ اور دوران ملاقات میں اسے تبلیغ کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ گورنمنٹ انگریزی اور اس کی مذہبی آزادی۔ جماعت احمدیہ اور اس کا مقصد۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں اور اس کے مشن اور ان کی کامیابی وغیرہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اخیر میں شرما صاحب نے مشن کے حالات بتلائے اور اس کو کتاب پیش کی

قائد اعظم کی وفات پر اروشہ میں مسلمانوں کا جلسہ ہوا جس میں مولوی عبد الکریم صاحب شرما میر ضیاء اللہ صاحب نے اردو میں اور اخویم عبد اللہ مصطفیٰ صاحب بیرسٹر نے انگریزی میں تقریریں کیں۔

اروشہ میں ہماری نئی جماعت اور نیا ہی مشن ہے۔ احباب اس کی ترقی و کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

دار التبلیغ یوگنڈا

یوگنڈا میں اس وقت عاجز کام کر رہا ہے ایام زیر رپورٹ میں قریباً سارا عرصہ سوائے آخری چار یا پانچ روز کے کینیا میں رہا۔ ماہ ستمبر کے پہلے دس دن ایک خاص کام کے لئے نیروبی میں مقیم رہا۔ اس کے بعد ملبرگی اخویم مولوی محمد منیر صاحب مولو آیا۔ ریل گاڑی میں سواحیلی ٹریکٹ تقسیم کئے۔ اور مولوی محمد منیر صاحب نے بعض عیسائی مسافروں سے تبلیغی گفتگو کی۔ ممبو میں بھی تبلیغی سلسلہ جاری رہا اور چار دن کے قیام میں تقریر و تحریر یا انفرادی طور ملاقاتیں کر کے انڈین و افریقن لوگوں تک پیغامات حق پہنچایا گیا۔ ممبو سے مولوی صاحب موصوف کسمو پہنچا۔ وہاں ... سے محترم بھائی چوہدری ... صاحب کریں گے

کرنے کا موقعہ ملا۔ کسمو سے مولوی محمد منور صاحب کی معیت میں بیس میل کے فاصلہ پر یوگنڈا پہنچا۔ وہاں دو دن قیام کیا۔ اور افریقن نو مبائع بھائیوں سے ملا۔ دو دن یہاں قیام کرنے کے بعد عازم یوگنڈا ہوا۔ یہ سفر بس میں کیا۔ یوگنڈا میں خاکسار نے چھبیس کے قریب ٹریکٹ تقسیم کیے۔ ایک انڈین مسلمان اور چھ افریقن عیسائیوں سے ملاقات کر کے انہیں تبلیغ کی تین دفعہ ایک گاؤں میں جا کر تبلیغ کی۔ اس گاؤں میں جمعہ کے دن مسجد میں ایک لیکچر سواحیلی میں دیا۔ اس موقعہ پر تیس سے زائد ... مسلمان افریقن موجود تھے۔

مسٹر جناح کی وفات پر خاکسار تو یوگنڈا میں نہیں تھا۔ لیکن مسلمانان جنجہ نے جو تعزیتی جلسہ کیا اس میں دو مواقع پر اخویم غلام احمد صاحب حنیف نے لیکچر دیئے۔ قصبہ کے قریباً تمام مسلمان ان لیکچروں میں شامل ہوتے رہے

خاتمہ رپورٹ اور درخواست دعا

بالآخر میں تمام احباب جماعت سے پھر درخواست دعا کرتا ہوں۔ احباب اس ملک میں اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ اس ملک کی جہالت و تاریکی پہلے ہی کافی تھی۔ لیکن عیسائیت نے آکر اس تباہی کو اور بھی دوچند کر دیا۔ مذہب و اخلاق سے بیگانہ افریقن لوگوں کو راہ راست پر لانے کی دعویدار قوم نے اگر کچھ کیا تو یہ کیا کہ ان کو مذہب و اخلاق سے اور بھی زیادہ دور ڈال دیا اب شراب و زنا اس قوم کی گھٹی میں رچا ہوا ہے بے حیائی و بے شرمی عام ہے۔ ان حیوان نما انسانوں کو باخلاق و باخدا انسان بنانا بجز فضل و توفیق خداوندی ناممکن ہے۔ پس احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو احمدیت کے نور سے منور فرمائے۔ اور ان کو ایسی ظاہری و باطنی پاکیزگی عطا فرمائے۔ جو خدائی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے۔

حیدرآباد کے ۵۰ ہزار مسلمان قتل دو لاکھ جیلوں میں
آزاد حیدرآباد حکومت کا قیام عمل میں لایا جاویگا

لاہور ۵ نومبر حیدرآبادی رضا کاروں کے لیڈر غازی سراج الدین جو ڈرامائی حالات میں ریاست کی حدود کو پھاند کر پاکستان پہنچے ہیں۔ انہوں نے ریاست کے مسلمانوں پر ہندوستانی فوجوں اور دیگر ہندو سکھوں کے مظالم کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستانی فوج نزری مول گڑھی۔ مولا رام اور سکندر آباد میں داخل ہوتے ہی ایک سوچی سمجھی ہوئی سکیم کے مطابق قتل عام پر اتر آئی تھی۔ میرے اندازے میں کم از کم پچاس ہزار مسلمان قتل کئے جا چکے ہیں۔ اور ۲ لاکھ کے قریب جیلوں کی تاریک کوٹھڑیوں میں بند کر دئے گئے ہیں۔

ریاست سے مسلمانوں کو زبردستی نکالنے کا ذکر کرتے ہوئے غازی سراج الدین نے کہا ۵ ہزار عرب سپاہیوں کو غیر مسلح کیا جا چکا ہے اسی طرح بہت سے پٹھان بھی بے ہتھیار کر دئے گئے ہیں ان سب کو جلد ہی بحیرہ عرب کے ملکوں میں بھیج دیا جائے گا۔ جو ۲ لاکھ کے قریب پناہ گزین آئے تھے ان میں سے آٹھ لاکھ کو فوراً ریاست سے نکلنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔

آپ نے ہندوستانی فوج کی فاتحانہ پیشقدمی کا بھید آشکار کرتے ہوئے کہا یہ سب کچھ جنرل العیدروس کی غداری کی بنا پر ہوا۔ اس نے تمام گولہ بارود کی سپلائی روک دی۔ اور حکام کو یہ ہدایت دی کہ وہ موجودہ پروگرام کا قائل نہیں۔ انکی فوجوں کو آگے بڑھا کر جنگ لڑے گا۔ لیکن ابھی ہندوستانی فوجیں دار الحکومت سے ۵۰ میل کے فاصلے پر تھیں کہ ہتھیار ڈالنے کی شرائط طے ہو گئے۔ آپ نے کہا میجر جنرل العیدروس نے یہ سب کچھ مسٹر پٹیل کے اشاروں کے مطابق کیا۔

آپ نے بتایا رضا کاروں پر العیدروس کی غداری کا جب راز کھلا تو انہوں نے شاہ گنج کی توپوں اور ٹینکوں سے لڑ جانا باعث عزت سمجھا اور وہ اپنی جان پر کھیل گئے اور تاریخ ان کا یہ ہنستے ہوئے جان توڑ کر لڑنا محفوظ رکھے گی۔ آپ نے بتایا کہ نظام اب کٹھ پتلی کی حیثیت رکھتا ہے اس سے من مانے احکام جاری کرائے جاتے ہیں۔ نظام کو یقین دلایا گیا تھا کہ ہندی فوج اندرونی امن میں مداخلت نہ کرے گی۔

آخر میں آپ نے بتایا کہ میں کراچی جا رہا ہوں۔ وہاں حیدرآبادی باشندوں سے مل کر آزاد حیدرآباد حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

غازی سراج الدین ہتھیار ڈالنے کا اعلان ہوتے ہی روپوش ہو گئے تھے اور کئی روز پیدل سفر کرتے ہوئے بمشکل پاکستان پہنچے ہیں۔

(نامہ نگار خصوصی)

چین کے ساحلی علاقوں کی جانب اشتمالیوں کی پیشقدمی

تنگھائی ۴ نومبر۔ مکڈن کی اہم فیکٹری کو ۱۹۰۱ تنے یار ٹیلیہ سے مواصلات کا سلسلہ منقطع کرنے میں سرکاری فوجوں کی نامعلوم اسباب کی بنا پر ناکامی کی وجہ سے توقع ہے۔ کہ اشتمالی جلد ہی شہر کے صنعتی امکانات کو اپنی جنگی مساعی کے سلسلے میں کام میں لانے لگیں گے۔

مکڈن کی فتح سے ان کی ہمتیں بڑھ گئی ہیں۔ اور اب اشتمالی فوجیں وہاں بہت تھوڑی فوج چھوڑ کر ۱۰۰ میل دور ساحل کی جانب بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ جہاں شکست خوردہ قوم پرست فوجیں سمندر کے راستہ بچ نکلنے کی امید کر رہی ہیں۔

اس بات کی یہ علامت موجود ہے کہ منچوریا پر نہ کرنے کے بعد اشتمالی شمالی چین میں حملہ شروع ہیں وقت ضائع نہ کریں گے

جوں جوں لڑائی کا زور پیکنگ کی جانب بڑھتا ہے۔ چینی باشندے اپنے روپیہ اور دولت اپنے باغوں میں دفن کر رہے ہیں اور چند ہی دنوں میں برفباری کی وجہ سے زمین پتھر کی طرح سخت ہو جائے گی۔ اور ان کی دولت برف پگھلنے تک محفوظ رہے گی۔

پیکنگ سے ۸۰ میل شمال مغرب سوان ہوا کے مقام پر لڑائی کی وجہ سے پیکنگ کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس جنگ میں اشتمالیوں کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔ بڑھتی ہوئی فوجیں ۴۰ میل دار کالگان کے مقام پر سونت حملہ کر دیا۔

(اسٹار)

عرب پناہ گزینوں کی امداد

بیروت ۴ نومبر۔ کل ڈنمارک سے غلہ کا ایک جہاز بیروت پہنچا۔ بیروت کی ایک پریس کانفرنس میں اقوام متحدہ کے پریس افسر مسٹر ہمیلٹن الیگزنڈر فشر نے اعلان کیا کہ برطانیہ سے بھی پناہ گزینوں کے لئے ایک جہاز جلد پہنچنے والا ہے

مسئلہ فلسطین کے حل کی نئی اسکیم

دمشق ۴ نومبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شام اور لبنان کے نمائندوں کو جو عرب لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کر رہے ہیں، جو نوٹ موصول ہوئے ہیں ان میں مسئلہ فلسطین کے حل کی ایک نئی اسکیم موجود ہے۔ (اسٹار)

عراق کے وزیر اعظم پر اعتماد کا ووٹ

بغداد ۴ نومبر۔ عراقی لیجسلیٹو کے ایوان کے ایک خفیہ اجلاس کے بعد عراق کے وزیر اعظم مزاحیم الپاچاچی پر اعتماد کا ووٹ لیا گیا۔ اس ووٹ میں آپ کو ۵۴ کی اکثریت حاصل ہوئی ۸۰ ممبروں نے ان کے حق میں ووٹ دیا۔ اور ۲۱ ممبران نے خلاف۔ خفیہ اجلاس میں عراق کے ولی السلطنت امیر عبد الہ بھی شامل تھے۔

(احمدیت کا پیغام بقیہ صفحہ ۹)

اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مضمون پر غور کریں اور سوچیں کہ دنیا میں کبھی بھی مذہبی تحریکیں صرف دنیوی ذرائع سے غالب نہیں ہوئیں مذہبی تحریکیں اصلاح نفس۔ تبلیغ اور قربانی ہی کے ساتھ ہمیشہ غالب آتی رہی ہیں۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اس وقت تک جو نہیں ہوا۔ وہ اب بھی نہیں ہوگا۔ اور جس ذریعہ سے آج تک خدا تعالیٰ کے پیغام دنیا میں پھیلتے رہے ہیں۔ اسی طرح اب بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پھیلے گا۔ پس اپنی جانوں پر رحم کرتے ہوئے اپنی اولادوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے خاندانوں اور اپنی قوموں پر رحم کرتے ہوئے اپنے ملک پر رحم کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے پیغام کو سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے آپ کے لئے جلد سے جلد کھل جائیں اور اسلام کی ترقی جو پیچھے پڑ چکی ہے جلد آئے۔ ابھی بہت کام ہے جو ہم نے کرنا ہے مگر اس کے لئے ہم آپ کی آمد کے منتظر ہیں کیونکہ خدائی ترقیات علاوہ معجزات کے دین کی اشاعت کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں۔ آپ آئیں اور اس بوجھ کو ہمارے ساتھ مل کر اٹھائیں جس بوجھ کا اٹھانا اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے بیشک قربانی اور ایثار اور ملامت اور تعذیب ان سب چیزوں کا دیکھنا اس رستہ میں ضروری ہے مگر خدا تعالیٰ کی راہ میں موت ہی حقیقی زندگی بخشتی ہے اور اس موت کو اختیار کئے بغیر کوئی شخص خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس موت کے اختیار کئے بغیر اسلام بھی غالب نہیں ہو سکتا۔ ہمت کریں اور موت کے اس پیالہ کو منہ سے لگا لیں۔ تاکہ ہماری اور آپ کی موت سے اسلام کو زندگی ملے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دین پھر تر و تازہ ہو جائے۔ اور اس موت کو قبول کر کے ہم بھی اپنے محبوب کی گود میں ابدی زندگی کا لطف اٹھائیں۔ اللھم آمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ (لاہور)

صدر آزاد حکومت کی تقریر

لاہور ۵ نومبر۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ کے صدر سردار محمد ابراہیم خاں نے کل شام بیگم تصدق حسین کے مکان پر معززین کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے مسئلے کا کوئی منصفانہ حل نہ ہو سکا تو ہم آخری دم تک جنگ جاری رکھینگے۔

کشمیر کے مسئلے کے حل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا آزادانہ استصواب رائے عامہ یا جنگ کے سوا اس کا کوئی حل نہیں۔ میں نے سلامتی کونسل کے کمیشن کے اس وقت کے صدر مسٹر ہرڈل سے کہا تھا کہ وہ سرینگر بلا اطلاع جائیں اور کوئی سے دس آدمیوں سے بازار میں رائے لیں۔ اگر وہ ہمارے خلاف رائے دیں تو ہم اپنا دعوے چھوڑ دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ان دس میں سے اکثر پاکستان کے حق میں ووٹ دیں گے۔